امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ارباب فضل وکمال کا قافلہ
- تبصرہ کتاب
- ازواج مطہرات کا مختصر تعارف
- اسلام کے عائلی قوانین کا......
- آئینی اداروں کی خودمختاری......
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۱۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸؍ فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

تبرکات

اسلامی قانون کی بنیاد

امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ

وہی قانون سب سے زیادہ پسندیدہ اور قابل قبول ہوسکتا ہے، جو معاشرہ کو اچھی اور اونچی قدروں سے آشنا کرانے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور جس میں فرد کو ایک دائرہ میں رہ کر آزادی اور ترقی کے مواقع حاصل ہوں۔

ایسا قانون وہی تیار کرسکتا ہے جو معاشرہ کی بنیاد، پچھلی تبدیلیوں اور آنے والے انقلابات کا صحیح علم رکھتا ہو اور جسے انسان کی قلبی کیفیات، ذہنی رجحان اور انفرادی نفسیات کا پورا اندازہ ہو، کوئی بھی انسان اپنی غیر معمولی ذہانت، وسیع تجربہ اور گہرے مطالعہ کے بعد بھی ہر فرد کی نفسیات، جذبات اور خواہشات کا پورا علم نہیں رکھتا اور نہ اسے ملک ومعاشرہ کا اتنا وسیع علم ہوسکتا ہے، کہ وہ ماضی کے علم کے ساتھ مستقبل کی پوری واقفیت رکھے، اسی لئے انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین ٹوٹتے رہتے ہیں اور ہر نیا تجربہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی ناکامی کا اعلان کرتا رہتا ہے۔

انسانی قوانین کی ناکامی کی طویل تاریخ بتاتی ہے کہ قانون سازی انسان کے بس کی بات نہیں ہے، یہ اہم اور نازک کام وہی انجام دے سکتا ہے جو انسان اور معاشرہ کے متعلق نہایت ٹھوس اور گہرا علم رکھتا ہو، خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور نہ صرف انسان بلکہ پوری کائنات کا وجود اس کے ایک حکم کا نتیجہ ہے، وہ ہر چیز سے واقف، اس کی علت سے آگاہ، اس کی ترقی کے راستوں کا جاننے والا اور تنزل کے وسائل سے باخبر ہے، پورا نظام کائنات اسی کے اشارے سے چلتا ہے، اسے نہ صرف ماضی اور حال کا علم ہے، بلکہ مستقبل کے ایک ایک حرف کو جانتا ہے، خدا تعالیٰ کی بے پناہ قدرت تمام موجودات کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ خدا کے حکم کو مانے اور کائنات کا گہرا علم اور وصف تخلیق کی بنیاد پر صرف خدا ہی اس پوزیشن میں ہے کہ انسان ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے ایسا قانون بنائے جو ہر لحاظ سے مخلوق کے لئے مناسب اور سازگار ہو، اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے رہنمائی کی ہے۔ **الا له الخلق والامر** (پارہ ۸ رکوع ۱۴) یعنی جس طرح پیدا کرنا خدا کا کام ہے اسی طرح حکم دینا بھی اسی کے شایان شان ہے۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کو مختلف مقامات پر بیان کیا ہے، سورہ مومن میں ارشاد ہوا "**فالحكم لله العلي الكبير**" حکم صرف اس بلند وبرتر کا حق ہے جسے "اللہ" کہتے ہیں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ خدا کی مخلوق پر اپنا حکم چلائے؟ سورۂ یوسف میں فرمایا گیا "**امر الا تعبدو الا اياه**" یعنی حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کو حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں، اس سے پہلے قرآن نے اس "امر" کی دلیل بھی بیان کردی "**ان الحكم الا لله**" (پارہ ۱۲؍ رکوع ۱۵) کہ حکم دینا صرف اللہ کا حق ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی بتلایا گیا کہ "امر" میں شرکت اور تقسیم نہیں ہے یہ صورت حال کہ اوامر کا بعض حصہ خدا سے متعلق ہو اور بعض حصہ کسی اور سے، کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتا، قرآن نے کہا "**ولا يشرك في حكمه احدا**" (پارہ ۱۵؍ رکوع ۱۶) اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں جس طرح وہ تنہا پیدا کرنے والا ہے اور تنہا پوری کائنات کا مالک ہے اسی طرح حکم اور امر بھی صرف اسی کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ احکام اسلامی قانون کی بنیاد ہیں یا دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی قانون کی عمارت کا ڈھانچہ، حق تعالیٰ کے اس احکام کے مجموعہ سے بنا ہے جسے خالق نے اپنی مخلوق کی زندگی کو منضبط، پرامن اور مفید وکامیاب بنانے کے لئے دیا ہے۔

قانون سازی اور تشریع اسلامی لازمی طور پر دو قسم کی چیزوں سے مرکب ہوں گی، کچھ امور تو وہ ہوں گے جن کا بندوں سے مطالبہ کیا جائے گا اور بعض چیزیں وہ ہوں گی جن سے بندوں کو روکا جائے گا۔ پہلی صنف کو "اوامر" کہتے ہیں اور دوسری قسم "نواہی" کہلاتی ہے، ان دونوں کے لئے "معروف ومنکر" کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اوامر اور معروف کا تعلق پیدا کرنے والے کی رضا سے ہے نواہی اور منکر کا سروکار اس کی نارضامندی سے ہے، بندہ کا کام یہ ہے کہ وہ اوامر کو بجالا کر طاعت کا ثبوت دے اور نواہی ومنکرات سے بچ کر حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حق ادا کرے۔

تشریع اسلامی کی اس تفصیل میں آکر پھر قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ یہ اوامر ونواہی، معروف ومنکر اور حلال وحرام بھی براہ راست حق تعالیٰ کی مرضی پر ہی موقوف ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہونچتا کہ وہ اپنی رائے سے کسی چیز کو معروف اور کسی کو منکر بنادے، بندہ اسی کو منکر کہے گا جسے خدا نے منکر بنایا ہے اور اسی کو معروف کہے گا جسے خدا نے معروف قرار دیا ہے۔ سورہ نحل میں ارشاد ہوا۔ **ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب** (پارہ ۱۴؍ رکوع ۲۱) کسی چیز کو حرام اور کسی چیز کو حلال ٹھہرانا صرف خدا کا حق ہے کوئی اس کا مجاز نہیں کہ وہ اپنی رائے سے حلال یا حرام بتاتا رہے، انبیاء کرام جو صاحب شریعت ہوتے ہیں اور جنہیں حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی کی بنیاد پر "تشریع" کا حق ہوتا ہے وہ بھی اپنی رائے سے خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اعتقاداً وعملاً حرام نہیں کرسکتے۔

ایک موقع پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے "شہد" کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **يا ايها النبي لما تحرم ما احل الله لك** (تحریم پارہ ۲۸ رکوع ۱۹) اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے کیوں حرام کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی جو حق تعالیٰ کا پیامبر ہے اور پھر معصوم ہے، اسے بھی اپنی رائے سے حلال وحرام اور معروف ومنکر میں دخل اندازی کا حق نہیں پہونچتا، بندہ کے لئے صرف ایک راہ ہے اور وہ اتباع اور سمع وطاعت کی راہ ہے۔ سورۃ جاثیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا اور فرمایا گیا: **ثم جعلناك على شريعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذين لا يعلمون** (جاثیہ پارہ ۲۵ رکوع ۱۸) پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر لا کھڑا کیا، پس آپ اسی طریقہ کی پیروی کریں اور جاہلوں کی خواہشات پر نہ چلیں۔ اور تمام امت محمدیہ کو اتباع کا حکم دوسرے انداز میں دیا گیا۔ ارشاد ہوا: **اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء.** تمہارے رب نے جو قانون تم پر اتارا ہے اس پر چلو اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے اولیاء کی پیروی نہ کرو۔ (اعراف پارہ ۸ رکوع ۸)

بہرحال حکم اور امر صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور قانون سازی اور تشریع کا حق بھی صرف اسی کو پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی رضامندی کا علم انسان کو وحی کے ذریعہ ہوا، جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس (۲۳) سالوں تک آتی رہی، اس وحی کے ذریعہ حق تعالیٰ کے احکام واوامر کا اجمال ہمارے سامنے آسکا، اور ہمیں وہ اصول معلوم ہوسکے جن سے انسان اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں ہر ملک اور ہر زمانہ میں قیامت تک رہنمائی حاصل کرسکتا ہے، لیکن اجمال واصول، فروع وجزئیات سے مستغنی نہیں کرسکتے۔ بالخصوص اگر عام انسانوں کو سامنے رکھا جائے، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ اوامر واحکام عمل کے لئے ہیں، جب تو ہر اجمال کی تفصیل اور ہر اصول کے ضمن میں فروع وجزئیات کا بیان ضروری ہے اور اسی لئے "تشریع اسلامی" اور "قانون شریعت" کی ترتیب وتدوین کا سوال سامنے آتا ہے۔ اس تھوڑی سی بنیادی بحث کے بعد "قانون شریعت" کی تعریف حسب ذیل عبارت سے کی جاسکتی ہے۔

"انسانی زندگی کو منضبط، پرامن اور مفید وکامیاب بنانے کے لئے قواعد وضوابط کا ایسا مجموعہ جو حق تعالیٰ کے امر اور اس کی رضامندی کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہو "قانون شریعت" ہے۔ اب اگر اسلام کے نام پر قانون سازی کی جائے تو اس قانون کی ہر دفعہ کا ہر رشتہ حق تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضامندی سے مربوط ہونا چاہئے اور ایسی کوئی تشریع اسلامی نہیں کی جاسکتی جس میں امر خداوندی سے بے نیاز ہو کر محض اپنی رائے سے ضوابط مرتب کئے گئے ہوں، انہیں اصول کے تحت ہمارے اسلاف نے "تشریع اسلامی" کا فریضہ انجام دیا ہے جسے ہم "فقہ" اور اصول فقہ" کے نام سے جانتے ہیں، حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقہاء کی جماعت پیدا کی۔

علم کا مرکز

"افسوس ہے کہ آج علم کو دماغ سے جوڑا جاتا ہے جب کہ اس کی جگہ دل ہے جو خیر وشر کا سرچشمہ ہے، جو تجلی گاہ ربانی ہے، جس کی درستگی پر نظام جسم اور روح کی درستگی موقوف ہے اور جس کے بگاڑ کے نتیجہ میں پورا جسم شر وفساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ علم دین اسی دل میں رہنا چاہئے مگر اس نورانی علم کے حاصل کرنے والوں نے دل کا مصرف لینا کم کردیا ہے۔"

(مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم)

بلا تبصرہ

"خواب دکھانے والے لیڈر لوگوں کو اچھے لگتے ہیں، پر دکھائے ہوئے خواب اگر پورے نہیں کئے تو عوام ان کی پٹائی بھی کرتے ہیں، بنابریں خواب وہی دکھائیں جو پورے ہوسکتے ہیں، میں خواب دکھانے والوں میں سے نہیں، جو بھی بولتا ہوں وہ ڈنکے کی چوٹ پر بولتا ہوں۔"

(نتن گڈکری روزنامہ سالار ۲۸؍ جنوری ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خیانت وبددیانتی سے بچیے:

﴿اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ تم جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت کرو، جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں اور یقیناً اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔﴾ (سورۂ انفال:۲۷)

مطلب: اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ایک بنیادی حصہ اور لازمی جزیہ یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ جو حقوق وواجبات وابستہ ہیں، ان کے حقوق کو پوری ایمانداری کے ساتھ ادا کرے، اس میں تساہلی، غفلت اور بے جا تصرف سے کام نہ لے، اگر کوئی ان حقوق کو دیانتداری کے ساتھ ادا نہیں کرتا ہے، یا اس کو غصب کرتا ہے تو یہ خیانت وبددیانتی ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں مجرم تصور کیا جائے گا اور ایسا شخص دنیا میں بھی بے وقعت وبے وزن ہوگا اور آخرت میں بھی اس کی رسوائی ہوگی۔ اسلام کی نگاہ میں امانت ودیانت کے معنی میں بڑی وسعت ہے، اللہ تعالیٰ بندوں کا خالق ومالک ہے، ہر بندہ پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق زندگی گذارے، اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو یہ خیانت ہے، ملازمت کرنے والا اپنی مفوضہ ذمہ داری کو انجام دیتا ہے تو ایمانداری ہے اور اگر صرف وقت گذاری سے کام لیتا ہے تو یہ خیانت ہے، دوست واحباب کے ساتھ وفاداری کرنا، یا قول وفعل میں یکسانیت رکھنا یہ سب امانت داری ہے، لیکن دوستوں سے بے وفائی کرنا، یا دل میں کچھ رکھنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا یہ بددیانتی ہے اور خیانت وبددیانتی سے فتنہ وفساد کا ماحول بنتا ہے۔ امام اوزاعیؒ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو شر میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مختلف طبقوں اور افراد میں لڑائی جھگڑا شروع ہوجاتا ہے، اس سے امانت ودیانت ختم ہوجاتی ہے اور تباہی کے دروازے کھل جاتے ہیں؛ اس لیے انسانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کو برقرار رکھنے اور امور معاشرت کو درست رکھنے کے لیے امانت کی حفاظت اور دیانت کی پاسداری بے حد ضروری ہے۔ آیت کے دوسرے حصہ میں مال واولاد کو آزمائش کا ذریعہ بتلایا گیا ہے، چوں کہ عام طور پر انسان مال واولاد کی وجہ سے خیانت کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ نے صراحت کردی کہ ایسا نہ کرو کہ تمہاری نظر میں مال واولاد کی اہمیت بڑھ جائے اور ان کو بچانے کے لیے تم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کرنے لگو۔

بیویوں کے تبصرے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دفعہ گیارہ سہیلیاں مل کر بیٹھی تھیں تو انہوں نے باہم یہ عہد واقرار کیا کہ وہ آج اپنے اپنے شوہروں کی کوئی بات بھی نہیں چھپائیں گی اور بالکل سچ بتائیں گی، الیٰ آخر الحدیث۔ (بخاری شریف، باب حسن المعاشرۃ:۷۷۹/۲)

وضاحت: یہ طویل حدیث کا ابتدائی حصہ ہے اور چوں کہ قصہ طویل بھی ہے اور دلچسپ بھی، اس لیے یہاں مختصراً اس کا تذکرہ کرنے کے بعد اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، ذکر کیا جائے گا، کتب احادیث میں یہ حدیث ام زرع سے مشہور ہے، قصہ یوں ہے کہ ایک دفعہ گیارہ یمنی یا حجازی عورتیں دل بہلانے کے لیے کسی خاص تقریب میں جمع ہوئیں اور باتوں بات میں ہر ایک نے اپنے شوہروں کی داستان بڑے فصاحت وبلاغت کے انداز میں سنانی شروع کی۔ پہلی، دوسری، تیسری اور ساتویں نے تو یوں کھل کر اپنے شوہر کا پوسٹ مارٹم کیا کہ ان کے پلے میں کچھ بھی رہنے نہ دیا، ناکارہ ہے، بدخلق ہے، بیوقوف ہے اور نہ جانے کیا کیا کہا اور چوتھی، آٹھویں، نویں اور دسویں نے اپنے اپنے شوہروں کا قابل ذکر تعارف پیش کیا اور پھر ان کا حق ادا کردیا کہ میرا شوہر معتدل مزاج ہے، رفیع الشان ہے، خوش اخلاق اور ملنسار ہے، پانچویں عورت نے گول مول بات کی، اس نے کہا کہ میرا شوہر گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے؛ یعنی گھر میں کچھ بھی ہوجائے، اس سے اس کو کوئی مطلب نہیں اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہم جو چاہیں کھائیں پکائیں، وہ کسی چیز میں دخل نہیں دیتا؛ مگر خارجی حلقہ میں دبدبہ کے ساتھ رہتا ہے، گیارہویں عورت ام زرعہ نے کہا کہ میرا شوہر ابوزرع، اس کی کیا تعریف کروں، اس نے زیوروں سے میرے کان جھکادیئے اور ناز ونعمت سے یوں پالا کہ گوشت اور چربی سے میرے دونوں بازو بھر دیئے، اس نے مجھے بہت خوش رکھا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ قصہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لیے ایسا ہی ہوں، جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے واسطے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر فرمایا کہ حضرت! ابوزرع کی کیا حقیقت؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میرے لیے اس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں۔ یہاں قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بیان ہوا ہے؛ مگر بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تھا۔ (فتح الباری) ان گیارہ عورتوں میں بعض نے اپنے شوہر کی تعریف کی اور بعض نے اپنے خاوند کی تندخوئی، بے وفائی اور بداخلاقی کا ذکر کیا، جس سے معلوم ہوا کہ ہر بیوی اپنے شوہر کے بارے میں ایک رائے رکھتی ہے، جو مثبت بھی ہوسکتی ہے اور منفی بھی؛ اس لیے شوہروں کو محتاط ہی رہنا چاہیے، کہیں ان کی تاریخ سیاہ نہ مرتب ہوجائے، شوہر اپنے کو کتنا ہی چھپائے بیوی سے چھپ نہیں سکتا؛ اس لیے ہر شوہر کو اپنی بیوی کے سکھ چین کے ساتھ رکھتے ہوئے ان کے جائز حقوق ومطالبات کو بھی پورا کرے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہارے حق میں ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے ہے، الفت ومحبت میں۔ اگر ہر شوہر عالی ظرف ہوجائے اور اسی طرح حسن سلوک کرنے لگے تو عائلی زندگی میں آنے والی ناہمواری ختم ہوسکتی ہے اور ہمارا گھر بھی جنت نشاں بن سکتا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

خرگوش کا گوشت کھانا

خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التـــــــوفیق

بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام مرالظہر ان میں ہم نے ایک خرگوش کو دوڑایا، لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور تھک گئے، پھر میں نے اسے پکڑ لیا، اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دووں کولھے یا (راوی نے بیان کیا کہ) اس کی دونوں رانیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول فرمایا۔ (صحیح البخاری باب الأرنب:۸۳۰/۲)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے خرگوش شکار کر کے ذبح کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے متعلق مسئلہ دریافت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا۔

”عن جابر بن عبداللّٰہ رضي الله عنه ان رجلا من قومه صادأرنبا أو اثنين فذبحهما بمروة فتعلقهما حتى لقى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم فسأله فأمره بأكلهاقال ابو عيسىٰ و قد رخص أهل العلم أن يذكي بمروة و لم يرد بأكل الأرنب باسا وهو قول أكثر العلم“(سنن ترمذی :۲۷۲/۱؛ ابواب الصيد باب فی الذبح بالمروة)

مذکورہ حدیث میں یہ واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت قبول فرمایا، اور کھانے کا حکم بھی دیا، اس سے معلوم ہوا کہ خرگوش کا گوشت کھانا شرعاً جائز ودرست ہے۔ صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہے، اور صحابہ کرام کو کھانے کا حکم دیا ہے، نیز وہ نہ تو درندہ جانوروں میں سے ہے اور نہ ہی گندگی کھاتا ہے۔

”ولابأس بأكل الأرنب لأن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أكل منه حين اهدى إليه مشوباًو أمر أصحابه بالأكل منه و لأنه ليس من السباع و لامن أكلة الجيف فأشبه الظبى“(الهداية :٤٤١/٤)

طوطا کھانے کا حکم

طوطا کھانا کیسا ہے! حدیث میں پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا ہے، یہ بھی پنجوں سے پکڑ کر کھاتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجــــواب و باللّٰہ التـــــــوفیق

حدیث پاک میں جن پرندوں کا گوشت کھانا حرام قرار دیا گیا ہے، ان سے مراد پرندے ہیں، جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں، جیسے باز، چیل، شکرہ، گدھ وغیرہ۔

”يحرم من الطير أكل كل ذى مخلب (ظفر) يصطاد به كالصقر و الباز و الشاهين و النسر والعقاب و نحوها، بخلاف ماله ظفر لا يصطاد به كالحمام فإنه حلال“(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة :۱/۲ كتاب الحظر والاباحة)

اور طوطا پنجوں سے شکار نہیں کرتا بلکہ کھارت وقت کسی چیز کو پنجوں سے پکڑ کر کھاتا ہے، اس لیے طوطا حلال جانوروں میں سے ہے، اس کا گوشت کھانا شرعاً جائز ودرست ہے۔”و يحل من الطير أكل العصافير بأفواعها و السمان و القنبرو الزرزور...والبلبل و الببغاء والنعمامة والطاؤس الخ“ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة كتاب الحظر و الاباحة :۲/۲)

بٹ اور اوجھڑی کھانا

حلال جانوروں کی بٹ اور اوجھڑی کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التـــــــوفیق

حلال جانوروں کے جن سات اعضاء کا کھانا ممنوع ہے، ان میں سے بٹ اور اوجھڑی نہیں ہے، اس لیے ان کا کھانا شرعاً جائز ودرست ہے۔”و فى الاختيار و غيره الكرش و الكبدو الرقة والفواد و الرأس والأقارع والأمعاء والطحال لحم لأنها تباع مع اللحم“(مجمع الأنهر:۲۹۲/۲؛ باب اليمين من الأكل والشرب)

حلال جانوروں کے ممنوعہ اعضاء

حلال جانوروں کے وہ کون سے اعضاء ہیں، جن کا کھانا ممنوع ہے؟

الجــــواب و باللّٰہ التـــــــوفیق

حلال جانوروں کے سات اعضاء ہیں، جن کا کھانا ممنوع ہے۔

(۱) دم مسفوح (۲) شرمگاہ (۳) خصیتین (۴) غدود (۵) مثانہ (۶) مرارہ یعنی پتہ (۷) آلۂ تناسل

”وأمابيان مايحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول فالذى يحرم أكله منه سبعة الدم المسفوح و الذكر والانثييان والقبل والغدة والمثانةو المرارة، لقوله تعالىٰ و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث وهذه الأشياء السبعةمما تستخبثه الطبائع السليمة فكانت محرمة۔“(بدائع الصنائع ؛كتاب الذبائح:۲۷۲/٦)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار — پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۱۲/جمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

مدارس ملحقہ

مدارس ملحقہ میں تعلیمی زبوں حالی کا چرچا ہر چہار طرف ہورہا ہے۔ سیاسی حضرات ہی نہیں، وہ لوگ بھی جو مدارس ملحقہ کے معاملہ میں بڑے مخلص ہیں، اور جن کی پوری ہمدردی مدارس ملحقہ اور بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کو حاصل ہے، وہ بھی مدارس میں تعلیمی زبوں حالی کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں، کوئی اس کا ذمہ دار مجلس منتظمہ کو قرار دیتا ہے، کوئی اساتذہ مدارس کو، کوئی مدرسہ بورڈ کو اور کوئی موجودہ نصاب کو۔ ذمہ دار کوئی بھی ہو، ابھر کر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہی ہے کہ مدارس ملحقہ میں تعلیم و تعلّم مائل بہ انحطاط ہے اور بساط علم وفن سمٹتا جارہا ہے، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آخر اس کے وجوہ کیا ہیں؟ اور پھر اس کے ازالہ کی شکل کیا ہوسکتی ہے؟

میرے خیال میں اس تعلیمی زبوں حالی کا ذمہ دار تنہا کوئی نہیں؛ بلکہ وہ تمام حضرات ہیں جو اس سے منسلک ہیں (خواہ ان کا تعلق مدرسہ بورڈ سے ہو، مجلس منتظمہ سے ہو، مدرسین سے ہو، طلباء سے ہو، یا گارجین حضرات سے) مجموعی طور پر اس کے ذمہ دار ہیں اور بقدر ہمت واستطاعت بقدر جاہ ومنصب سبھی اس گناہ میں شریک ہیں۔

سب سے پہلے مجلس منتظمہ کو لیجئے، مجلس منتظمہ کی حیثیت مدارس ملحقہ میں مختار کل کی ہے، وہ جو چاہے کرسکتی ہے، اور جس انداز میں چاہے کرسکتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے عموماً مدارس ملحقہ کی مجلس منتظمہ کا سربراہ صدر وسکریٹری ایسا شخص ہوتا ہے جسے دینی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، وہ دینی تعلیم کی ضرورت واہمیت اور اس کے تقاضوں سے کلی طور پر نابلد ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے پاس بعض ایسی خصوصیتیں رکھتا ہے جو آج عہدوں پر قابض ہونے کے لیے ضروری ہیں اس لیے وہ صدر اور سکریٹری بن جاتا ہے۔ ممبران کے انتخاب میں بھی اس کی رعایت رکھی جاتی ہے کہ وہ صدر اور سکریٹری کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہ کرسکے۔ عام طور سے مجلس منتظمہ میں نہ تو کوئی تعلیمی اسکالر ہوتا ہے، اور نہ ہی علمی ذوق رکھنے والا، جو بھی ہوتا ہے وہ صدر اور سکریٹری کی بندگی بجالانے والا۔ اور جی حضوری کرنے والا، اساتذۂ مدارس میں بھی جو لوگ جی حضوری اور بندگی کے رمز شناس ہوتے ہیں وہ پورے طور پر مدارس میں حاوی ہوجاتے ہیں اور وہ لوگ جو باصلاحیت ہیں، پڑھاتے ہیں، لیکن جی حضوری نہیں کرسکتے، وہ معتوب ہوجاتے ہیں۔ اور نہیں تو کم ازکم ان پر نگاہیں سخت رکھی جاتی ہیں۔ بورڈ ایسی مجلس منتظمہ کو اس لیے اپروول دیتا ہے کہ اس کے پاس کسی وزیر کی سفارش پہنچی ہوتی ہے۔ یا کم ازکم اس سے صدر وسکریٹری ''تعلقات'' قائم کرلیتا ہے۔ علمی اعتبار سے ایسی مفلس اور خستہ مجلس منتظمہ بحالی وغیرہ میں بھی ''تعلقات'' کو اولیت دیتی ہے۔ خواہ وہ تعلقات نسبی بنیادوں پر ہوں، یا ڈونیشن کے ذریعہ قائم کرلیے گئے ہوں۔ مجلس منتظمہ کے ذریعہ بحالی کے یہ فیصلے کبھی اتنے مضحکہ خیز ہوتے ہیں کہ مولوی کی جگہ پر اصلاً میٹرک بحال ہوجاتا ہے۔ اور حافظ کی جگہ پر ایسا شخص جسے قرآن ناظرہ پڑھنا بھی نہ آتا ہو۔ پھر چند مدارس کو چھوڑ کر مجلس منتظمہ کے یہ ممبران صرف اس وقت مدرسہ آتے ہیں، جب مجلس کی میٹنگ ہوتی ہے، بعضے تو اس وقت بھی نہیں آتے اور بعد میں ریزلیوشن بک پر دستخط کردیتے ہیں، بعض مدرسوں کی رپورٹ تو یہ بھی ہے کہ میٹنگ کبھی نہیں ہوتی بلکہ سکریٹری صاحب ریزولیوشن بک پر تجویز لکھ دیتے ہیں اور چپراسی کے ذریعہ سارے ممبران کے گھر بھیج کر اس پر دستخط لے لیا جاتا ہے، جب مدارس کی خود مختار کمیٹی اور سارے مسائل حل کرنے والی کمیٹی کی دلچسپی کا یہ عالم ہو تو مدارس میں تعلیمی زبوں حالی نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا۔

اس لیے ضرورت ہے کہ مجلس منتظمہ پورے طور پر اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے، علاقہ کے لوگ ان حضرات کا انتخاب کریں جن کی مدارس سے وابستگی والہانہ ہو، جن کا دینی مزاج ہو، دینی فکر ہو اور جو سود وزیاں سے الگ ہوکر مدارس میں تعلیمی ترقی کے لیے سوچ سکتے ہوں، اس کے لیے بندگی بجالانے والے اور جی حضوری کرنے والے اساتذہ سے زیادہ اہم وہ ہوں جو تعلیم دینے میں ماہر ہوں، بچوں کی تربیت کرتے ہوں، وہ انتخاب کرتے وقت نسبی رشتوں سے بالاتر ہوکر فیصلہ لینے کی صلاحیت رکھتے ہوں، وہ ایسے اساتذہ کو نہ رکھیں جنھیں کمانے کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہے بلکہ انتخاب ایسے کا کریں جس کی مدرسہ کو ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ میں ایک بار، باری باری سے تعلیمی محاسبہ کرتے رہیں کہ استاذ نے کیا پڑھایا، بچوں نے کیا سمجھا، تعلیمی سال میں نصاب مکمل ہوسکا یا نہیں، میں جانتا ہوں یہ بڑا کٹھن، مشکل اور دشوار کام ہے اور ایسے لوگ آج کے دور میں صرف انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ یقین کیجئے یہ انگلیوں پر گنے جانے والے لوگ ہی دراصل مدارس ملحقہ کو اس جمود وتعطل اور زبوں حالی سے نکال سکتے ہیں۔ ورنہ کوئی غیبی طاقت کایا پلٹ کردے تو اور بات ہے۔ اسباب کے درجہ میں اس کے علاوہ اور کوئی شکل تو نظر نہیں آتی۔

مدارس ملحقہ میں تعلیمی زبوں حالی کا دوسرا بڑا سبب طلباء مدارس ہیں، ''طلبائے مدارس'' کو بڑے وسیع اور عام معنوں میں، میں نے استعمال کیا ہے۔ ان کی بڑی تعداد پرائیویٹ کے نام پر مدرسوں سے امتحان دیتی ہے، کبھی کبھی اور کسی کسی مدرسے میں اس کا تناسب نوے اور دس فیصدی کا ہوتا ہے۔ یعنی نوے تو وہ طلباء ہوتے ہیں جو پرائیویٹ ہوتے ہیں یا مدرسہ میں صرف نام لکھا کر نام کے ریگولر ہوتے ہیں اور دس فیصد واقعی پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ تعلیم کا جب تک کوئی مقصد نہ ہو وہ روح اس میں پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ مدارس ملحقہ میں باضابطہ پڑھنے والے عموماً غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے والدین خورد ونوش کے اخراجات تو اٹھا ہی نہیں پاتے، تعلیم کے اخراجات کہاں سے اٹھائیں گے، اس لیے انھیں مدرسہ میں داخل کردیا جاتا ہے۔ غریبی کی وجہ سے ان کے حوصلہ پست ہوتے ہیں ان میں کچھ کرنے کا جذبہ نہیں ہوتا، یہ مدرسہ میں تعلیم سے زیادہ پرورش کے نقطۂ نظر سے پڑھتے ہیں۔ اور تعلیم کے نام پر جو کچھ انھیں دیا جاتا ہے اسے غنیمت سمجھتے ہیں۔ جب وہ سن شعور کو پہنچتے ہیں تو یا تو مدرسہ سے کوچ کرجاتے ہیں، زیادہ غریب ہیں تو کسی کام میں لگ جاتے ہیں، مالی اعتبار سے کچھ بھی اچھے ہوئے تو اسکول اور کالج کو آباد کرتے ہیں اور نام کے لیے مدرسہ کے طالب علم رہ جاتے ہیں۔ پھر چونکہ علمی اعتبار سے ان کا شعور پختہ نہیں ہوتا، اس لیے ہر بُرے بھلے کاموں میں وہ معاون ہوجاتے ہیں۔ ان پر مدرسہ کی تعلیم کی کوئی چھاپ باقی نہیں رہتی۔ اور عملاً وہ اسلام سے زیادہ غیروں کے ہوکر رہ جاتے ہیں۔ اپنے پاس پڑوس میں آپ نظر دوڑائیں تو سامنے ایسے کئی آدمی نظر آئیں گے۔ اس طرح بقول مولانا الیاس صاحب رحؒ ''ہماری کھیتی میں کچھ نہ پیدا ہو تو یہ افسوس کی بات ہے لیکن پیدا ہوکر دوسرے کے کاموں میں لگ جائے یہ زیادہ افسوسناک ہے''۔

ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ طلباء علوم دینیہ کو ارذل سمجھتے ہیں اور عصری علوم کو اعلیٰ، اچھے اچھے لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیم کیا ہے؟ وہی عصری علوم جو اسکول وکالج میں پڑھائے جاتے ہیں۔

علم کی بے سمتی کی وجہ سے طلباء کی توجہ تعلیم کی طرف بالکل نہیں رہتی وہ لغویات میں پھنسے رہتے ہیں۔ اس میں ابتداءً اساتذہ کی غفلت کا دخل ہوتا ہے اور بعد میں طلباء کی سرشت کا۔ ایک اور بات یہاں پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ ہے اساتذہ اور طلباء کا ربط۔ ماضی میں جس طرح طلباء، اساتذہ کا ادب واحترام کرتے تھے، اس کی مثالیں اب دیکھنے کو بہت کم ملتی ہیں، حالانکہ علوم دینیہ کے حصول میں استاذ کی اطاعت، فرماں برداری، محنت ومشقت، سچی طلب وغیرہ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کے واقعہ پر قرآن میں غور کیجئے تو یہ بات کھل کر آپ کے سامنے آجائے گی۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ طلباء اپنے نصب العین کو پہچانیں، دیگر علوم کی ظاہری چمک دمک پر نہ جائیں اپنے کو علوم دینیہ کے لیے تیار کریں، تاکہ دین، دنیا دونوں سنور جائے۔

مدارس ملحقہ میں تعلیمی زبوں حالی کا تیسرا بڑا سبب اساتذۂ مدارس ہیں۔ ان میں غالب اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنھیں تعلیم وتربیت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، وہ مدرسہ کے استاذ اس لیے بن گئے ہیں کہ خوش قسمتی سے ان کے باپ یا ان کے رشتہ دار صدر وسکریٹری ہیں۔ یا پھر وہ مدرسہ کے بانی ہیں، یا کم ازکم انھیں کسی ایم۔ ایل۔ اے یا وزیر کی سرپرستی حاصل ہے۔ ایسے اساتذہ درس وتدریس سے جان چراتے ہیں۔ کبھی تو علمی کمزوری کی وجہ سے اور کبھی جی حضوری اور بندگی سے فرصت نہ ملنے کی وجہ سے ایسے ہیں کار طفلاں تمام نہ ہو تو تعجب کی بات ہے۔

اساتذہ کا دوسرا طبقہ وہ ہے جو قدیم ہے باصلاحیت ہے، کچھ کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے، لیکن وہ دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ مثلاً مجلس منتظمہ کی نگاہ اس پر اتنی سخت ہے کہ وہ گھٹن محسوس کرتا ہے، قدم آگے بڑھانا چاہتا ہے، لیکن مجلس منتظمہ کے ممبران اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ وہ اصلاح تعلیم کے لیے سرگرم ہونا چاہتا ہے، لیکن مدرسہ کے ارباب حل وعقد اسے اپنے عہدہ کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں، ان کے ذہن ودماغ پر گھریلو مسائل حاوی ہوتے ہیں، کئی مہینے گھر میں خرچ کے لیے کچھ نہیں، غذائی اجناس جس دوکان سے آیا کرتا تھا تو مہینے اس کی ادائیگی کو ہوگئے، اس نے غلّہ دینے سے انکار کردیا۔ قرض جن لوگوں سے لے رکھا ہے وہ الگ پریشان کررہے ہیں۔ بچہ گھر میں بیمار ہے، لیکن پاس میں پیسے نہیں، ایسے میں درس وتدریس میں طبیعت کا نہ لگنا فطری امر ہے۔ انتہائی خلوص وللّٰہیت کے باوجود تعلیم وتدریس پر یہ حالات اثر انداز ہوجاتے ہیں۔

اساتذہ کے سلسلے میں ایک اور بات یہ بھی ہے کہ بورڈ کے فاضل معیار کے مدرسوں تک میں جو عملہ ہے ان کی تعداد پندرہ بشمول ایک حافظ دو چپراسی کے ہے۔ اس طرح ایک مضمون میں فاضل کرایا جارہا ہو تب بھی سترہ درجات ہوتے ہیں، اور پڑھانے والے اساتذہ صرف گیارہ ہیں، بھلا گیارہ اساتذہ مل کر سترہ درجات کو کیسے پڑھا سکتے ہیں۔ جن مدارس میں باقاعدہ کلاس چلتا ہے وہ مجبوراً سال اول اور دوم کے طلباء کو ایک ساتھ پڑھاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کبھی آدھی کتاب سے آگے بڑھنے کی نوبت آتی ہے اور کبھی شروع سے آدھی کتاب تک، اول الذکر میں بچے مبادیات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے مسائل سمجھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں اور بصورت دیگر نصاب مکمل نہیں ہوپاتا ہے۔ پھر یہ ویسے ہی ہے جیسے میٹرک معیار کے اساتذہ سے ایم۔ اے کی کتابیں پڑھوائی جائیں۔ ظاہر ہے کہ جو مضر اثرات اس کے مرتب ہونے چاہیئے، وہ ہورہے ہیں۔ اس کے باوجود اساتذہ چاہیں تو اس پر قابو پاسکتے ہیں۔

مدارس ملحقہ میں تعلیمی انحطاط کا ایک بڑا سبب خود مدرسہ بورڈ ہے، اس کے یہاں جو کام کرنے کا طریقہ ہے اس کو جاننے کے لیے ویجی لنس کے مدرسہ بورڈ پر بار بار کے چھاپے اعلی عہدوں پر فائز افسروں کی جیل یاترا کے واقعات کافی ہیں۔ بہار سرکار کی توجہ بھی اس طرف کم رہی ہے، کئی میقات (ٹرم) سے بورڈ کی تشکیل نہیں ہوئی، عہدے کے اعتبار سے جو ممبران ہیں انہیں سے کام چلایا جارہا ہے، حالاں کہ بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ ایکٹ میں بورڈ کی تشکیل کے لئے جو دفعات ہیں، یہ اس کے خلاف ہے، موجودہ چیرمین نے بڑے اصلاحی اقدام کا اعلان کیا ہے، لیکن مدارس میں اساتذہ کی تعداد کے اضافے اور بورڈ کی تشکیل نو کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی ہے، اگر وہ مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی سے ہی اس کام کو کرادیں جس کے وہ سنڈیکیٹ کے ممبر بھی ہیں تو بورڈ کی تاریخ میں یہ بڑا کام ہوگا اور مدارس کے لوگ انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

ارباب فضل وکمال کا قافلہ

: مولانا بدر الحسن قاسمی کویت

گزشتہ چند ماہ کے واقعات وحوادث پر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ارباب فضل وکمال کا قافلہ بڑی تیزی سے نظروں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے اور ہر جانے والا اپنے بعد اپنے علمی دینی ودعوتی حلقے میں ایسا خلا چھوڑ کر جارہا ہے جس کا پر ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا جس سے تشویش کا پیدا ہونا طبعی ہے، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوریؒ، مولانا محمد اسلم قاسمیؒ، مولانا محمد سالم قاسمیؒ کے بعد مولانا اسرار الحق قاسمیؒ، مولانا حسیب الرحمٰن قاسمیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم حیدرآباد، مولانا زبیر احمد قاسمیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم سبیل السلام پھر نامور ادیب وباوقار عالم دین مولانا سید محمد واضح رشید ندوی کی وفات کے واقعات اس طرح پے درپے پیش آئے کہ بجا طور پر یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا ہے کہ قرب قیامت کی علامتوں میں جو پیشینگوئی کی گئی ہے کہ اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لیں لیکن علم کو علماء کے ختم ہونے کے ذریعہ اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہ جائے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنالیں گے ان سے سوال کریں گے اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ شاید امت کے لئے وہی آزمائش کا لمحہ تو شروع نہیں ہوگیا ہے۔ اس لئے بڑے دینی وعلمی مراکز کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ اچھے بابصیرت اور خوف وخشیت رکھنے والے علماء کی تیاری کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور دینی وجاہت کے حصول کے لئے نااہلوں کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے، دینی دعوت کے اصول میں حق کی تائید کا جذبہ کارفرما ہونا چاہئے، بہر حال حالیہ دنوں میں جو نامور علماء اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں ان میں بعض یہ ہیں:

۱۔مولانا حسیب الرحمٰن قاسمیؒ

گزشتہ تین دہائیوں سے دارالعلوم حیدرآباد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے وہ اپنی نوعیت کے منفرد عالم اور فن تدریس کے نامور شناور تھے۔ میں نے ان سے اس زمانہ میں استفادہ کیا تھا جبکہ وہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں استاذ تھے اور میں اپنی عمر کے ابتدائی مرحلہ میں ''قدوری''، ''شرح تہذیب'' اور ابن حاجب کی'' کافیہ '' وغیرہ پڑھ رہا تھا اور مولانا مرحوم کے یہاں '' کافیہ '' کا درس تھا، اور مولانا نیاز احمد رحمانی، غیاث الاسلام رحمانی فخر العالم دلاور پوری اور ضیاء اللہ ہزاری باغ وغیرہ میرے رفقائے درس تھے اور میری عمر ان سبھوں سے کم تھی۔ اب تو ان میں سے بھی کئی اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ مولانا کے طرز کی نقالی کا شوق بھی ہم لوگوں کو تھا جس کا مظاہرہ تکرار کے دوران ہوتا جب چند ساتھی باہم پڑھے ہوئے اسباق کا اعادہ کرتے یا امتحان کی تیاری کرتے ہوتے۔ جامعہ رحمانی اس زمانہ میں حضرت امیر شریعت رابعؒ مولانا سید منت اللہ رحمانی کی قائدانہ اور مؤثر شخصیت کی وجہ سے بقعہ نور بنا ہوا تھا اور بڑے باکمال اور ماہر اساتذہ ہم لوگوں کی تعلیم وتربیت پر مامور تھے۔ مولانا حسیب الرحمٰن صاحب بھی ایسے ہی قابل اور لائق وفائق اساتذہ میں سے تھے جن کی مثال ملک کے بڑے تعلیمی اداروں میں بھی بمشکل ہی مل سکتی ہے۔ پھر مولانا حسیب الرحمٰن صاحب نے مولانا حمید الدین عاقل حسامیؒ صاحب کے دارالعلوم حیدرآباد میں ۱۳ سال گزار دیئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ صحت کی خرابی کے بعد اپنے وطن بہار منتقل ہوگئے تھے اور وہیں ان کا وقت موعود آگیا اور طبعی عمر پوری کرکے اس دنیا سے رخصت ہوگئے، اللہ تعالی انہیں غریق رحمت کرے اور فردوس بریں میں جگہ دے آمین۔

۲۔مولانا زبیر احمد قاسمی

مولانا زبیر احمد قاسمی بھی تقریباً بیاسی (۸۲) سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے، اور ان کے جانے سے علماء دین کے حلقہ میں زبردست خلا پیدا ہوگیا ہے۔ مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب نامور عالم، بلند پایہ فقیہ اور ہر علم وفن میں کمال رکھنے والے ایسے ماہر استاذ تھے کہ ان سے پڑھنے والے اور علمی استفادہ کرنے والے فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ انہوں نے طویل عرصہ تک اپنے علاقہ کے مدرسہ ''اشرف العلوم کنہواں'' کو ترقی دینے میں بھرپور حصہ لیا اور اسے پروان چڑھایا پھر جامعہ رحمانی مونگیر میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور اس کے بعد مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کی گزارش پر وہ سبیل السلام حیدرآباد تشریف لے آئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس کے علاوہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے رکن تاسیسی کی حیثیت سے بہت سے فقہی موضوعات پر اپنی گرانقدر تحقیقات سے بھی لوگوں کو بہرہ ور کیا اور ان کے فقہی مقالات ''صفا''، ''بحث ونظر'' اور اکیڈمی کے فقہی مجلّات اور سمیناروں کی زینت بنتے رہے۔ ان کے تدریس کا انداز جس قدر نرالا اور مؤثر تھا اسی طرح فقہی موضوعات پر قلم بھی بے حد روانی سے چلتا تھا اور اہل علم اس سے فیضیاب ہوتے تھے وہ کسی مسئلہ پر گفتگو کے دوران اس کی تمام شقیں سامنے رکھتے اور اپنا نقطۂ نظر مرتب انداز پر پیش کرتے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے مقالات عام طور پر حشو وزوائد سے پاک اور نقاط متعین کرکے لکھنے کی وجہ سے بے حد واضح اور مدلل ہوا کرتے تھے جس پر انگلی اٹھانے یا اختلاف کرنے کی گنجائش بہت کم رہ جاتی تھی۔ متعدد فقہی واصولی موضوعات پر ان کی تحقیقات اوپر ذکر کردہ مجلّات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ فقہ اکیڈمی کے سمیناروں اور انتظامی اجلاسوں میں بھی ان سے ملاقات اور خوش گوار ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا ہے۔ ان کی تحریروں میں: یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ۔ نوٹ کی شرعی حیثیت۔ قسطوں پر خرید وفروخت کے احکام۔ اور وقف کے استبدال وغیرہ کے مسائل۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور ان سے مولانا کی فقہی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے اور مشکل مسائل کے تحلیل وتجزیہ اور ان کی ممکنہ شقوں پر گہرائی کے ساتھ نظر ڈالنے اور ان کے احکام متعین کرنے میں ان کی مہارت قابل داد وتحسین نظر آتی ہے۔ چند سال پہلے شیخ الحدیث کے منصب کو چھوڑ کر وہ اپنے محبوب مدرسہ ''اشرف العلوم'' کی تعمیر وترقی کے لئے وطن لوٹ گئے تھے۔ اور جب مدرسہ کا سوسالہ اجلاس کامیابی کے ساتھ ہوگیا تو انہوں نے قلبی راحت اور ذہنی سکون محسوس کیا کسے خبر تھی، ان کی عمر عزیز کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے اور وہ جلد ہی مالک حقیقی کی آغوش رحمت میں جانے والے ہیں، اللہ تعالی فردوس بریں میں جگہ دے اور ان کی بے لوث دینی خدمات ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنیں۔

۳۔مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم عربی کے نامور ادیب بلند پایہ صحافی تجزیہ نگار اور عربی زبان وادب کے اپنے انداز کے منفرد استاذ بھی جنوری کی ۱۶/جنوری کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا محمد الحسنی مرحوم کے منفرد اسلوب کے بعد ندوۃ العلماء کے حلقہ میں اچھی اور قابل تقلید عربی لکھنے والے مولانا سید محمد واضح رشید حسنی صاحب ہی تھے۔ ''صور واوضاع'' کے عنوان کے تحت مختلف سیاسی واجتماعی واقعات وحالات پر ان کے تبصرے بڑے موزوں اور بصیرت افروز ہوا کرتے تھے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے ''البعث''، ''الرائد'' وغیرہ کی کامیاب ادارت وسرپرستی ان کے ذمہ رہی ہے۔ ''البعث الاسلامی'' کی ادارت میں وہ محترم مولانا سعید الرحمٰن اعظمی کے معاون رہے اور اپنی ادبی نگارشات سے مختلف مجلّات وجرائد کو زینت بخشتے رہے۔ اس کے علاوہ ان کی متعدد تصنیفات اور پھر تدریس کے مخصوص انداز نے ندوہ کے حلقہ میں ان کو طلبہ اور اساتذہ سبھوں کے نزدیک بے حد مقبول بنائے رکھا اور ان کی شخصیت بے حد ہر دل عزیز رہی ہے۔ مولانا مرحوم کی دلکش پرزور وپرتاثیر عربی نگارشات، ان سے براہ راست استفادہ کرنے والے ہزاروں شاگرد اور ان کی یادگار تصنیفات ان کو دینی وعلمی حلقوں میں بقائے دوام عطا کرنے کے لئے کافی ہیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں، اللہ تعالی انہیں فردوس بریں میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے (آمین) حضرت مولانا سید محمد رابع الحسنی دامت برکاتہم کے لئے اس عمر میں مولانا سید واضح رشید ندوی کے فراق کا غم یقیناً انتہائی صبر آزما ہے۔

عجب اک سانحہ سا ہو چکا ہے　　　حوادث اور تھے پر ان کا جانا

اللہ تعالی مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے اور ان کے ساتھ خصوصی لطف وکرم کا معاملہ فرمائے (آمین) اور مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

صحابہ کرامؓ کی مثالی زندگی

: مولانا رضوان احمد ندوی

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کتاب میں جہاں محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ کا تذکرہ ملتا ہے، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کی وفاداری وجاںثاری اور ان کی بے شمار قربانیوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے دعوت وتبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے جو صعوبتیں برداشت کیں اس کا بھی ذکر سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہے، ماضی میں ہمارے اکابر علماء ومشائخ اور سیرت نگاروں نے صحابہ کی عظمت وبزرگی سے متعلق بے شمار علمی وتحقیقی کتابیں لکھی ہیں، خاص کر اس موضوع پر قاضی ابوبکر اندلسی کی معرکۃ الأراء کتاب العواصم من القواصم فی مواقف الصحابہ بعد وفاۃ النبی ایک منفرد کتاب ہے، نیز دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز ادیب حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی کی گرانقدر کتاب صحابہ رسول اپنے موضوع پر ایک جامع ترین کتاب ہے۔ صحابہ کی پاکیزہ زندگی کے سبق آموز واقعات پر علوم اسلامیہ کے فاضل، عربی اردو زبان کے رمز شناس ادیب استاذ گرامی قدر حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ سابق ناظم تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے عربی زبان میں مختلف سیمیناروں کے لئے متعدد تحقیقی مقالے لکھے اور کانفرنسوں میں پڑھے جواب کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں، زیر تبصرہ کتاب ''صحابہ کی مثالی زندگی'' انہیں مقالات کا اردو مجموعہ ہے جس کو حضرت مولاناؒ کے ممتاز شاگرد اور علمی معاون جناب مولانا محمد وثیق ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو نے اردو میں منتقل کیا اور ترجمہ کے ساتھ حوالہ جات کی مراجعت بھی کی، مولانا محمد وثیق ندوی خود بھی ایک شستہ، شائستہ اور صاحب فکر ادیب ہیں، انہوں نے ترجمے اور حواشی میں مولاناؒ کے ذوق اور طرز انداز کا پورا خیال رکھا ہے، اللہ انہیں جزاء خیر دے۔

بہتر (۷۲) صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں ۲۴، ۲۵/ ایسے ممتاز صحابہ کی مثالی زندگی اور ان کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے جو عام طور پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں، ویسے فاضل مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ بلا شبہ تمام صحابہ نبوی مدرسہ کے فیض یافتہ ہیں اور شجر نبوی کے پھل ہیں اور ابتلاء وآزمائش کے مختلف مراحل سے گذر کر پروانہ الٰہی ''رضی اللہ عنہم'' سے سرفراز ہوئے اس قدسی جماعت پر جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوا اگر کوئی کیچڑ اچھالتا ہے تو وہ درحقیقت نبوی تعلیم وتربیت اور شجر نبوی پر کیچڑ اچھالتا ہے (ص ۱۳) کتاب مختصر ہونے کے باوجود اس موضوع پر نہایت جامع اور معلومات افزا ہے اور فاضل مصنف کے وسیع مطالبہ اور پیہم غور وفکر کا بہترین ثمرہ ہے، اس اہم کتاب کی اشاعت کے لئے مترجم وناشر دونوں لائق تحسین وتبریک ہیں، سیرت وسوانح سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے اصحاب ذوق مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کے پتہ پر ۸۰ روپے بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

آخری قسط

ازواج مطہرات کا مختصر تعارف و خدمات

مولانا محمد احمد سجادی شعبہ دعوۃ امارت شرعیہ

(۱) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

آپؓ کی پیدائش بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سال قبل مکہ میں ہوئی، آپؓ حضور کی سگی پھوپھی ''امیمہ'' کی بیٹی تھیں، آپؓ کا تعلق قریش کے معزز خاندان ''اسد بن خزیمہ'' سے تھا، آپکی پہلی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹا حضرت ''زید بن حارثہ'' سے ہوئی، مگر دونوں میں آپسی نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے یہ رشتہ صرف ایک سال ہی چل سکا، اس کے بعد دونوں میں تفریق ہوگئی۔ پھر ذیقعدہ ۵ھ کو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، بوقت نکاح آپؓ کی عمر ۳۶؍برس اور حضور کی عمر مبارک ۵۷؍برس تھی، آپ کی عظمت میں چار چاند اس وقت لگے جب خود رب کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کا نکاح آسمان پر پڑھایا اور گواہ فرشتے بنے، نیز آپ ہی کی وجہ سے پردہ کی آیت نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کی شادی ہونے کے بعد عرب کا وہ جاہلانہ رواج بھی ختم ہوگیا کہ ''منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز نہیں'' آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں پانچ سال رہیں، آپؓ کو دیگر ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیر تھا، مگر پھر بھی جب حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی، تو اس وقت حضورؐ نے آپؓ سے حضرت عائشہؓ کے بارے میں پوچھا: کہ ''عائشہ تمہارے خیال میں کیسی ہے؟'' تو آپؓ نے بڑی سنجیدگی سے کہا: کہ ''وہ سراپا خیر ہے، میں نے ہر اعتبار سے اس میں خیر ہی پایا ہے'' یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تسلّی ہوئی۔

آپؓ کی مرویات وتلامذہ: آپؓ سے کل گیارہ حدیثیں مروی ہیں، آپؓ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ اور حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہما نے ہیں اور مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے حضرت محمد بن ابی بکر نے اور انکے علاوہ تابعین میں حضرت کلثوم بن مصطلق خزاعی اور محمد بن عبداللہ بن جحشؓ نے آپؓ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے کل ۵۳؍سال کی عمر پائی، اور ۲۰ھ کو مدینہ میں وفات پاگئیں اور جنّت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ حضورؐ کے بعد آپ پہلی زوجہ تھیں جو آپؐ کے بعد وفات پائیں۔

(۸) حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپؓ کا اصلی نام ''برّہ'' تھا، آپؓ کی پیدائش بعثت نبوی سے ۳؍سال قبل خاندان بنومصطلق میں ہوئی، آپؓ غیر قریشی عربی خاتون تھیں، آپؓ کا تعلق مدینہ کے قریب آباد ایک قبیلہ ''بنوخزاعہ'' کے خاندان ''بنومصطلق'' سے تھا، آپؓ کا نام حضورؐ نے برّہ سے بدل کر جویریہ رکھ دیا تھا، آپ نہایت عبادت گذار اور بڑی صابرہ خاتون تھیں، آپؓ کی پہلی شادی ''مسافع بن صفوان'' سے ہوئی تھی، جو اسلام کا سخت مخالف تھا اور اسلام کے ایک غزوہ ''غزوہ بنی مصطلق'' میں مارا گیا، اور حضرت جویریہؓ بھی اسی غزوہ میں قید ہوکر آئیں اور قیدیوں کے بٹوارے کے بعد آپؓ حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں، مگر آپؓ نے ان سے ۹؍اوقیہ (سوا ۲۹ گرام) سونے کے بدلے اپنی آزادی خرید لی، لیکن چونکہ آپؓ کے پاس اس وقت اتنی رقم نہیں تھی اسلئے حضورؐ نے اپنی طرف سے آپؓ کی آزادی کی قیمت ادا کی اور ساتھ ساتھ حضورؐ نے آپؓ سے نکاح کی خواہش بھی ظاہر کی، تو آپؓ نے اس پیشکش کو بخوشی قبول کرلیا، پھر شعبان ۵ھ یا ۶ھ میں آپ کا نکاح حضورؐ سے ہوگیا ب، بوقت نکاح آپؓ کی عمر ۲۰؍برس اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۷؍سال چھ ماہ تھی، اس نکاح کی وجہ سے غزوہ میں قید ہوکر آنے والے تقریباً ایک سو قیدی جو مسلمانوں کے حصہ میں بنٹ چکے تھے، حضورؐ کے سسرالی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں نے انہیں آزاد کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت جویریہؓ کے والد ''حارث بن ابی ضرار'' مسلمان ہوگئے اور انہیں دیکھ کر انکے قبیلے کے بہت سے افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپؓ حضورؐ کے نکاح میں پانچ سال چھ ماہ رہیں۔

آپؓ کی مرویات وتلامذہ: آپ سے کل سات حدیثیں مروی ہیں، آپؓ کے تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن شدّاد، عبداللہ بن عباس، عبید بن سابق، کریب (عبداللہ بن عباس کے غلام) کلثوم بن مصطلق، مجاہد بن جبر المکّی اور ابوایوب مداغی رضی اللہ عنہم ہیں اور آپؓ ۵۰ھ یا ۵۶ھ میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئیں۔

(۹) حضرت امّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:

آپؓ کا نام ''رملہ'' اور کنیت امّ حبیبہ تھی، قبیلہ قریش کے سردار حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی تھیں، بعثت نبویؐ سے سترہ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں، آپؓ کی پہلی شادی ''عبیداللہ بن جحش'' سے ہوئی، اور دونوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا تھا، مگر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد حبشہ ہی میں انکے شوہر نصرانی ہوگئے اور اسی حالت میں انکی موت ہوئی۔ حبشہ سے واپسی کے بعد ۶ھ میں اپؓ کا نکاح حضورؐ سے ہوا، آپؓ کا نکاح شاہ حبشہ نجاشی نے پڑھایا اور مہر ۴۰۰؍دینار مقرر ہوا، جوکہ تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ تھا اور اسے نجاشی نے اپنی جانب سے ادا کیا تھا، بوقت نکاح آپؓ کی عمر ۳۶؍یا ۳۷؍برس اور حضورؐ کی عمر ۵۸ سال تھی، آپ حضورؐ کے نکاح میں تقریباً پانچ سال رہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) آپؓ سے ملنے مدینہ آئے، تو جیسے ہی وہ آپؓ کے حجرہ میں داخل ہوئے، آپؓ نے اپنا بستر سمیٹ لیا، یہ دیکھ کر ابوسفیانؓ نے پوچھا: کہ بیٹی! کیا یہ بستر میرے بیٹھنے کے لائق نہیں ہے یا میں اس بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ آپ میرے والد ضرور ہیں، مگر آپ مشرک اور نجس ہیں اور یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، جوکہ سراپا پاک وصاف ہے، اسلئے مجھے پسند نہیں کہ آپ اس بستر پر بیٹھیں۔

آپؓ کی مرویات وتلامذہ: آپؓ سے کل ۶۵؍حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے دو بخاری شریف اور تین مسلم شریف میں موجود ہے۔ آپؓ سے حدیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے آپؓ کے بھائی حضرت امیر معاویہ اور حضرت عتبہ، آپ کی بیٹی حضرت حبیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور تابعی میں سے آپؓ کے بھتیجا عبداللہ بن عتبہ، آپؓ کے بھانجا ابوسفیان بن سعد ثقفی، سالم بن سوار، ابوالجرّاح، عروہ بن زبیر، ابوصالح اسمان، شہر بن خوشب اور صفیہ بنت شیبہ رحمہم اللہ ہیں۔ آپؓ نے کل ۲۷ یا ۴۷ سال کی عمر پائی اور ۴۴ھ کو مدینہ میں وفات پائیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔

(۱۰) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپؓ کا اصل نام ''برّہ'' تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام بدل کر میمونہ رکھ دیا، آپؓ کی پیدائش بعثت نبوی سے ۱۶؍یا ۱۷؍سال قبل مکہ میں ہوئی، آپؓ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کی حقیقی خالہ تھیں، آپ کا پہلا نکاح ''مسعود بن عمر بن عمیر ثقفی'' سے ہوا، مگر کسی وجہ سے اس نے آپؓ کو طلاق دیدی، پھر دوسرا نکاح ''ابورہم بن عبدالعزیٰ'' سے ہوا، مگر ۷ھ میں وہ بھی وفات پا گئے، اس کے بعد عمرۃ القضاء کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کی پیشکش پر آپؓ سے مقام ''صرف'' میں نکاح فرمایا، بوقت نکاح حضورؐ کی عمر مبارک ۵۹؍برس اور آپؓ کی عمر ۳۶؍برس تھی، آپؓ حضورؐ کے نکاح میں سوا تین سال رہیں۔

آپؓ کی مرویات وتلامذہ: آپؓ سے کل ۷۶؍۷۷؍یا ۷۹؍حدیثیں مروی ہیں۔ آپؓ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، شداد ابن الہادؒ، عبدالرحمٰن بن سائب ہلالی، یزید ابن الاصم اور عبید اللہ خولانی رحمہم اللہ ہیں۔

(۱۱) حضرت صفیہ بنت حیئی بن اخطب رضی اللہ عنہا:

آپؓ کا اصل نام ''زینب'' تھا، آپؓ کی پیدائش ہجرت سے گیارہ سال قبل قبیلہ بنونضیر میں ہوئی، آپؓ قبیلہ ''بنونضیر'' (یہودی قبیلہ جو مدینہ کے متصل میں واقع ہے) کے سردار حیئی بن اخطب کی بیٹی تھیں، آپ کا تعلق قوم یہود سے تھا، آپؓ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ ''تو ایک نبی (حضرت ہارونؑ) کی بیٹی، ایک نبی (حضرت موسیٰؑ) کی بھتیجی اور ایک نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی ہے۔ اسی طرح آپؐ اپنی اس پاکیزہ بیوی کے صدق وصفا کی گواہی بھی دیا کرتے تھے۔ آپؓ کی پہلی شادی ۱۴؍سال کی عمر میں عرب کے مشہور شہسوار ''سلام بن مشکم قرظی'' سے ہوئی، مگر آپس میں نباہ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں میں جدائیگی ہوگئی، پھر دوسری شادی بنوقریظہ کے ایک مقتدر سردار ''کنانہ بن ابی الحقیق'' سے ہوئی، مگر جب جنگ خیبر میں آپؓ کا شوہر مارا گیا، اور آپؓ اسی جنگ میں گرفتار ہوگئیں، اور حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں، تو چونکہ آپؓ بنونضیر کے سردار کی بیٹی اور بنوقریظہ کے سردار کی بیوی تھیں اسلئے صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کہ یہ (حضرت صفیہؓ) دو قبیلہ کی رئیسہ ہیں، خاندانی وقار اور شرافت انکے چہرہ پر عیاں ہے، اسلئے بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہی اسے رکھ لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کا مشورہ قبول کرتے ہوئے خیبر سے لوٹتے وقت جمادیٰ الاخریٰ ۷ھ میں آپؓ سے نکاح فرمایا، بوقت نکاح آپؓ کی عمر ۱۷؍اور حضورؐ کی عمر ۵۹؍سال تھی، آپؓ حضورؐ کے نکاح میں تقریباً چار سال رہیں۔

آپؓ کی مرویات وتلامذہ: آپؓ سے کل دس حدیثیں مروی ہیں، آپؓ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرت اسحاق بن عبداللہ، حارث بن نوفل، زین العابدین علي بن حسین، اور انکے غلام کنانہ، اسی طرح مسلم بن صفوان اور انکے غلام معتب اور انکے بھتیجے نے آپ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، آپؓ کی وفات ۶۰؍سال کی عمر میں رمضان المبارک ۵۰ھ کو ہوئی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی تعداد گیارہ ہوئی تو اللہ آپؐ کو مزید نکاح کرنے سے منع کردیا۔ دراصل واقعہ یہ پیش آیا کہ جب مسلمانوں کو خوشحالی نصیب ہوئی اور اللہ نے وسعت کے دروازے کھول دئے تو فطری طور پر ایک مرتبہ ازواج مطہراتؓ نے بھی حضورؐ سے زیادتیٔ نفقہ کا مطالبہ کیا، مگر چونکہ حضورؐ نے اپنے اہل وعیال کیلئے فقر وفاقہ کو منتخب کیا تھا، اسلئے یہ مطالبہ آپؐ پر شاق گذرا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کیلئے علٰحدگی اختیار کرلی، پھر ایک ماہ بعد آیت تخییر نازل ہوئی، جس میں ازواج مطہراتؓ کو آپؐ کے ساتھ رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دیا گیا، مگر تمام نے دنیا کو ٹھوکر مار کر دامن مصطفیٰ کو پکڑا۔ انکے اس عمل کو دیکھ کر اللہ نے انہیں یہ انعام دیا کہ حضورؐ کو صاف منع کردیا کہ نہ تو آپ ان میں سے کسی کو طلاق دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہیں، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ یا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا۔ (ماخوذ از ''اصح السیر، تاریخ الاسلام، سیرت المصطفیٰ، سیرت امہات المؤمنین، سیرت عائشہ اور محمد الرسول اللہ'')

اعلیٰ ظرفی

ہندوستان کے سابق صدر ابوالکلام اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ ملازمت بھی کرتی تھیں اور گھر کا کام کاج بھی وہی کرتی تھیں۔ ایک رات کھانے کے وقت انہوں نے سالن اور جلی ہوئی روٹی میرے والد کے آگے رکھی۔ میں والد کے ردعمل کا انتظار کرتا رہا کہ شاید وہ غصہ کا اظہار کریں مگر انہوں نے انتہائی سکون سے کھانا کھایا اور پھر مجھ سے دریافت کیا کہ آج اسکول میں میرا دن کیسا گزرا، مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا جواب دیا لیکن اسی اثنا میں میری والدہ نے روٹی جل جانے کی معذرت کی، مگر میرے والد نے کہا کہ ان کو یہ روٹی کھا کر بہت مزا آیا، انہیں جلی ہوئی روٹی بہت پسند ہے۔ اسی رات اپنے والد کو شب بخیر کہنے میں ان کے کمرے میں گیا تو ان سے سوال کیا کہ کیا واقعی انہیں جلی روٹی کھا کر مزا آیا؟ انہوں نے پیار سے مجھے اپنے بازوں میں بھر لیا اور جواب دیا کہ تمہاری والدہ دن بھر محنت کرتی ہے اور پھر تھکنے کے باوجود گھر آکر ہمارے لئے کھانا بھی تیار کرتی ہے، ایک جلی ہوئی روٹی کچھ نقصان نہیں پہنچاتی مگر تلخ ردعمل اور بدزبانی جذبات کو مجروح کرتی ہے۔

میرے بچے! زندگی بے شمار ناپسندیدہ اشیا اور شخصیات سے بھری ہوئی ہے۔ میں بھی کوئی بہترین یا مکمل انسان نہیں ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ارد گرد لوگ اور عزیز واقربا بھی غلطی کر سکتے ہیں، لہذا ایک دوسرے کی غلطیوں کو درگزر کرنا، رشتوں کو بخوبی نبھانا اعلی ظرفی کا مظاہرہ کرنا ہی تعلقات میں بہتری کا سبب بنتا ہے۔ زندگی اتنی مختصر ہے کہ اس میں معذرت اور پچھتاووں کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔

اسلام کے عائلی قوانین کا امتیازی وصف

مفتی جمیل الرحمن پرتاپ گڈھی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، جو کامل اور مکمل ہونے کے ساتھ رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کی رہبری اور ہدایت کے لیے آیا ہے، اس کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی کرتی ہیں، خواہ عبادات ہوں یا معاملات، اخلاقیات ہوں، یا سماجیات، زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے، جس میں اسلام کی تعلیمات نہ ملتی ہوں، وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ کائنات خدا کی بنائی ہوئی ہے، وہی ساری کائنات کا خالق ہے، انسان مرد ہوں، یا عورتیں، باپ بیٹے ہوں یا بھائی بہنیں، گورے ہوں یا کالے، کوئی سا بھی خاندان ہو یا قبیلہ؛ بلکہ انسان ہو یا جانور، بہائم و مویشی ہوں یا کیڑے مکوڑے سب کا پیدا کرنے والا وہی ہے، وہی جانتا ہے کس شئی کو اس نے کس لیے پیدا کیا ہے اور کس شئی کے اندر کس بوجھ کو اٹھانے کی صلاحیت ہے، غرض یہ کہ ہر شئی کی بناوٹ، اس کی تخلیق کے مقصد اور اس کی اندرونی صلاحیت کو پوری طرح جاننے والا وہی خالق ہے، وہ کسی چیز کا محتاج وضرورت مند نہیں، اس لئے مخلوقات سے خالق کا کہیں ٹکراؤ نہیں ہوسکتا، اسی لیے وہ پوری انسانیت کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرسکتا ہے، پس چونکہ اللہ تعالیٰ علیم ہیں، خبیر ہیں، سمیع ہیں، بصیر ہیں اور علم وعدل ان کی ذاتی صفت ہے، جو کبھی ان سے جدا نہیں ہوسکتی، اس لیے قانون بنانے کا اختیار بھی انہیں کو ہے اور انہیں کا بنایا ہوا نظام بہتر اور خیر ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ان الدین عند اللّٰہ الاسلام﴾ (بیشک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانوں کے لیے جو قانون مفید اور جو نظام زندگی معتبر ہے، وہ صرف اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو قانون ہمیں عطا فرمایا ہے، ان میں سے ایک شعبہ اس قانون کا ہے، جو انسانی سماج اور معاشرہ سے متعلق ہے، جس پر خاندانی نظام کی بنیاد واساس ہے، جو سماجی تعلقات کے اصول بتاتا ہے، جس میں خاندان کے مختلف افراد کے حقوق اور ان کی ذمہ داریوں کو متعین کیا گیا ہے، ان ہی قوانین کو آج اردو میں عائلی قوانین اور انگریزی میں پرسنل لا یا فیملی لا Family law کہا جاتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے، گو عام طور پر ان حکمرانوں کو اسلام سے وہ تعلق نہیں تھا جو ہونا چاہیے اور جو ایک مسلمان سے اس کے دین کا مطالبہ ہے؛ لیکن اس کے باوجود زندگی کے بہت سے شعبوں میں اسلامی قانون نافذ تھا، جب انگریز اس ملک پر مسلط ہوئے تو آہستہ آہستہ قانون اسلامی کے مختلف شعبوں کو ختم کردیا گیا، سب سے پہلے ۱۸۶۶ء میں حکومت برطانیہ نے فوجداری قانون کو ختم کیا، پھر قانون شہادت اور قانون معاہدات منسوخ کئے گئے، بالآخر نوبت معاشرتی قوانین جن میں نکاح وطلاق، خلع، میراث وغیرہ داخل ہیں کے بارے میں غور کرنے کی آئی کہ کیا ان قوانین میں بھی تبدیلی کی جاسکتی ہے؟ اس مقصد کے لیے حکومت برطانیہ نے رائل کمیشن (Royal Commission) مقرر کیا اور غالباً چار بار یہ کمیشن بیٹھا؛ لیکن ہر بار وہ اسی نتیجہ پر پہونچا کہ ان قوانین کا مذہب سے گہرا تعلق ہے، اس لیے ان قوانین میں کوئی تبدیلی براہ راست مذہبی امور میں مداخلت اور مذہبی آزادی کو مجروح کرنے کے مترادف ہے، چنانچہ انگریز ایسا کوئی قدم اٹھانے سے باز رہے اور انہوں نے طے کیا کہ ان مسائل میں مسلمان قانون شریعت پر اور ہندو دھرم شاشتر پر عمل کریں گے۔

ہمارے اکابر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند اور مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد اور دیگر علماو مشائخ کی مسلسل اور متحدہ کوششوں سے ۱۹۳۷ء میں شریعت اپلیکیشن ایکٹ بنا، اس قانون کے مطابق نکاح، طلاق، خلع، ظہار، مباراۃ، فسخ نکاح، حق پرورش، ولایت، حق میراث، وصیت، ہبہ اور شفعہ سے متعلق معاملات میں اگر فریقین مسلمان ہوں تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان کا فیصلہ ہوگا، خواہ ان کا عرف اور رواج کچھ اور ہو اور قانون شریعت کو عرف ورواج پر بالادستی حاصل ہوگی۔ یہ شریعت اپلیکیشن ایکٹ ایک اہم اور دوررس نتائج کا حامل قانون تھا، جو ہندوستان میں مسلمانوں کو پرسنل لا کا تحفظ فراہم کرتا تھا، ملک کے آزاد ہونے کے بعد بنیادی حقوق میں عقیدہ وضمیر کی آزادی اور ہر مذہب والوں کے لیے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی کی دفعات رکھی گئیں، یہ دفعات مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں، کیوں کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق قوانین کتاب وسنت پر مبنی ہیں، اگر ان میں مداخلت کی گئی تو یہ مذہب پر عمل کرنے میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہوگا، نیز بحیثیت مسلمان جو احکام قرآن وحدیث میں موجود ہیں، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان پر یقین رکھیں اور اس کے مخالف قانون کو قبول نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے نکاح وطلاق کے جو قوانین مقرر فرمائے ہیں، اگر ہم اپنی زندگی کے لیے ان کے مقابلے میں کسی اور قانون کو بہتر اور قابل عمل سمجھتے ہیں تو یہ بھی کفر ہے، پس گویا مسلمانوں کو ان قوانین میں تبدیلی قبول کرنے پر مجبور کرنا ان کے عقیدہ اور ضمیر کی آزادی سے بھی محروم کرتا ہے، حالانکہ آئین ہند میں بنیادی حقوق کے ذیل میں مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے، جس کا لازمی مطلب مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی گارنٹی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ مسلم پرسنل لا جن شعبہ ہائے زندگی کے قوانین کو شامل ہے، وہ نہایت اہم ہیں اور ان کی جڑیں کتاب وسنت میں پیوست ہیں؛ بلکہ زیادہ تر احکام وہ ہیں، جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں واضح تصریحات وہدایات موجود ہیں۔

قرآن وحدیث سے جو احکام ثابت ہیں، ان کو تسلیم کرنا ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہی نہیں؛ بلکہ صاحب ایمان ہونے کے لیے بنیادی شرط بھی ہیں، چناں چہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم﴾ (الاحزاب:۳۶) (کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے گنجائش نہیں ہے، جب کہ اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کردیں کہ ان کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی رہے)۔

گویا جب قرآن وحدیث کے ذریعہ کوئی حکم سامنے آجائے تو اب کوئی اختیار نہیں، ان احکام کے واضح ہونے کے باوجود جو اللہ اور رسول کے بجائے ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ﴿ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا﴾ (النساء:۱۱۵) (اور جو شخص اپنے سامنے حق بات ظاہر ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے، کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)۔

قرآن مجید میں ان لوگوں پر سخت نکیر کی گئی ہے جو ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود غیر اسلامی عدالتوں میں اپنے مقدمات لے جاتے تھے۔ ﴿الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنو بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امرو ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا﴾ (النساء:۶۰) (کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (لیکن) چاہتے ہیں کہ اپنے مقدمات طاغوت کے پاس لے جائیں، حالانکہ ان کو یہ حکم مل چکا ہے کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے)۔

اللہ جل شانہ نے اس حقیقت کو بڑے زور وتاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اپنے مقدمات عدالت محمدی میں لے جائیں اور وہاں سے صادر ہونے والے فیصلے کو دل وجان سے تسلیم کرکے اس پر عمل پیرا ہوں۔ ﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾ (النساء:۶۵) (پھر قسم ہے آپ کے پروردگار کی یہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں اور پھر جو فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں)۔

موجودہ حالات میں مسلمانوں کو اپنی تہذیب وثقافت، ایمان وعقیدہ، قانون وشریعت کے سلسلے میں برطانوی دور حکومت سے بھی زیادہ بھیانک اور سنگین صورت حال کا سامنا ہے، آج کل ہندوستان میں مذہب اسلام اور اسلامی شریعت خصوصاً اسلام کے عائلی قوانین پر ہر طرف سے وار ہو رہے ہیں، ایک طرف حکومت ہند ہے جو یکساں سول کوڈ کے لیے مسلسل اور منظّم جدو جہد کررہی ہے؛ تاکہ ہندوستانی عدالتوں سے اسلامی شریعت کے ایک اہم حصے یعنی مسلم پرسنل لا کو محو اور شریعت ایکٹ ۱۹۳۷ء کو ختم کردیا جائے۔

دوسری طرف ہندو احیا پسند تنظیمیں اور ہندو فرقہ پرست ہے، جو بجائے مسلم خواتین کی ہمدردی میں گھلے جارہے ہیں، مسلم خواتین خصوصا مطلقہ عورتوں کو مسلمان مردوں کے مظالم اور پنجۂ استبداد سے رہائی دلانے کے لیے ان کی رات کی نیندیں اڑگئی ہیں اور دن کا سکون غائب ہوگیا ہے، اسلام دشمن فرقہ پرست مسلم سماج کی تصویر بہت بگاڑ کر پیش کررہا ہے اور ہر مضامین کی تان اسی پر جاکر ٹوٹی ہے کہ مسلمان خواتین کی بدحالی کا بنیادی سبب مسلم پرسنل لا ہے، لہٰذا مسلم پرسنل لا ختم کیا جانا چاہیے۔

تیسری طرف نام نہاد ترقی پسندوں اور تجدد پسندوں کا گروہ ہے، یہ لوگ اگرچہ نسلاً مسلمان ہیں؛ لیکن لادینی تعلیم وتربیت، ایمان سوز افکار ونظریات کے نتیجہ میں اسلامی شریعت اور اسلامی عقائد سے ان کا اعتماد اٹھ چکا ہے، اپنے ماضی سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے، یہ لوگ قرآن وسنت اور مبادئ اسلام کے بارے میں بھی شک وشبہ میں مبتلا ہیں اور خالص ملحدانہ افکار وعقائد میں گرفتار ہیں؛ لیکن نسلاً مسلمان ہونے اور مسلم سماج سے بہت سے مفادات وابستہ ہونے کی وجہ سے واضح طور پر مسلم پرسنل لا کو ختم کرنے کی بات نہیں کہہ سکتے؛ اس لیے اسلام کے عائلی قوانین میں اصلاح وترمیم اور اس کی نئی تعبیر وتشریح کی ضرورت پر زور دیتے ہیں، اس کے لیے کانفرنسیں کرتے اور فضا ہموار کرتے ہیں، لطف کی بات یہ ہے کہ اس طبقہ کی طرف سے نکاح وطلاق، میراث کے جن مسائل میں اصلاح وترمیم کی تجویزیں بار بار دہرائی جاتی ہیں، ان میں سے نوے فیصد ایسے مسائل ہیں، جن کا تعلق قیاس واجتہاد سے نہیں؛ بلکہ قرآن وسنت کے صریح احکام سے ہے، نام نہاد مسلمان تجدد پسندوں کا یہ طبقہ ہمارے لیے سب سے زیادہ خطرناک ہے، اس طبقہ کی دسیسہ کاریوں اور شک انگیزیوں کا بڑے پیمانے پر پردہ چاک کرنا ہمارا سب سے اہم فریضہ ہے؛ کیوں کہ اسلام دشمن طاقتیں نسلی مسلمانوں کے اسی طبقہ کو آلۂ کار بنا کر اسلام کے عائلی قوانین میں دخل اندازی کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔

ادھر چند برس سے ہندوستانی عدلیہ کا طرز عمل بھی اسلامی عائلی قوانین کے تعلق سے مسلمانوں کے لیے خاصا پریشان کن اور اضطراب انگیز ہوگیا ہے، ہندوستان کا یہ معزز ادارہ جس نے متعدد موقعوں پر عدل وانصاف کا نام روشن کیا اور انتہائی نازک موقعوں پر بڑے عادلانہ اور جرأت مندانہ فیصلے دیئے، مسلم پرسنل لا کے سلسلے میں گومگو میں مبتلا نظر آتا ہے اور مسلم پرسنل لا کے قضیہ میں اس کی حیثیت جج کے بجائے فریق کی ہوگئی ہے۔

مذہب وشریعت کے تعلق سے ان نازک تر حالات میں مسلمانان ہند کو بڑی بیداری، ہوشمندی، قربانی کا ثبوت دینا ہے، انہیں چومکھی لڑائی لڑنی ہے، غیروں کی سازشوں اور حملوں، اپنوں کی دسیسہ کاریوں اور ضمیر فروشوں کا بھرپور مقابلہ کرنا ہے، مسلمان یہ چومکھی لڑائی اسی وقت کامیابی سے لڑسکتے ہیں، جب وہ محاذ جنگ پر پوری چوکسی کا ثبوت دیں اور اپنی صفوں میں انتشار نہ پیدا ہونے دیں، باطل طاقتوں کے مقابلہ میں صف آرا ہونے کے ساتھ ساتھ خود مسلم سماج میں مثبت اور تعمیری کام ان نازک تر حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ازحد ضروری ہیں۔

آئینی اداروں کی خودمختاری، معتبریت اور غیر جانبداری محفوظ رکھنا لازمی

عبید اللہ ناصر

آئندہ پارلیمانی الیکشن کے ممکنہ نتائج سے خوفزدہ مودی سرکار سیاسی مخالفین کے خلاف آئینی اداروں کا جس بے شرمی اور پھوہڑپن کا مظاہرہ کر رہی ہے، وہ بے مثال ہے اس کا سب سے گھناؤنا مظاہرہ کانگریس صدر راہل گاندھی کے بہنوئی رابرٹ واڈرا سے انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ اور کولکاتا پولس کمشنر سے سی بی آئی کی پوچھ گچھ ہے۔ اس سلسلہ میں کانگریس صدر راہل گاندھی کا یہ بیان پوری تصویر صاف کر دیتا ہے کہ مودی جی واڈرا، چدمبرم یا جس کے خلاف جو بھی جانچ کرانی ہو کرالیں، لیکن رافیل معاملہ میں بھی جواب دے دیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بدعنوانی کے مبینہ معاملات میں ایک طرفہ جانچ اور کارروائی ہو رہی ہے، جس سے حکومت کی بدنیتی اور ان محکموں کی غیر جانبداری اور معتبریت پر سوالیہ نشان کھڑے ہوتے ہیں، سب سے اہم بات یہ ہے کہ کئی برسوں سے دبے پڑے معاملات ٹھیک الیکشن سے قبل کیوں زور پکڑ رہے ہیں، مثلاً رابرٹ واڈرا کے خلاف معاملہ ۲۰۱۰ء میں درج ہوا تھا، اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سابقہ حکومت میں ان کے سیاسی رسوخ کی وجہ سے ڈھائی تین سال تک جانچ نہیں ہوئی، لیکن مودی کے موجودہ دور حکومت میں جانچ کیوں نہیں کی گئی۔

اب جبکہ رابرٹ واڈرا کی اہلیہ اور کانگریس صدر راہل گاندھی کی بہن پرینکا گاندھی کو کانگریس پارٹی کا جنرل سکریٹری بنایا گیا اور ساتھ ہی بی جے پی کے لئے سیاسی طور سے سب سے اہم حلقہ مشرقی اتر پردیش کا انچارج بننے کے بعد ہی یہ جانچ کیوں شروع ہوئی، جبکہ لندن کے جس فلیٹ کو بے نامی بتا کر محض ایک ای میل کی بنیاد پر جانچ کی جا رہی ہے؛ ''انڈیا ٹوڈے'' میگزین کی خبر کے مطابق وہ کسی انگریز کے نام درج ہے، انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ کی یہ حرکت حکومت سے زیادہ محکمہ اور اس کے سربراہ کی بدنامی کا سبب بن رہی ہے، عوام انھیں بے ریڑھ کا سمجھ رہے ہیں، جو اپنے سیاسی آقا کے اشارہ پر کام کر رہا ہے، تاکہ ریٹائرمنٹ کے باد کوئی اچھا عہدہ انہیں مل جائے۔

اسی طرح کبھی ملک کی ممتاز ترین ہی نہیں بلکہ معتبر ترین تفتیشی ایجنسی سمجھی جانے والی سی بی آئی کا اب تنازعوں سے جیسے چولی دامن کا ساتھ ہو گیا ہے، حالات یہاں تک بگڑ چکے ہیں کہ کئی ریاستی حکومتوں نے تو اپنے یہاں اس کے داخلہ پر ہی پابندی لگا دی ہے، چند برسوں پہلے سپریم کورٹ نے اسے پنجرے میں بند طوطا کہا تھا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرکز میں برسر اقتدار پارٹی نے اس کا استعمال اپنے سیاسی مفاد کے لئے کیا اور سی بی آئی کے سربراہوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے اپنی قانونی اور آئینی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے حکمرانوں کے اشارے پر ناچنے میں ذرہ برابر بھی شرم و غیرت محسوس نہیں کی۔

بدقسمتی سے صرف سی بی آئی ہی نہیں قریب قریب سبھی جمہوری اور آئینی اداروں نے حکومت سے سمجھوتہ کر کے نہ صرف اپنی افادیت کھو دی ہے بلکہ جمہوریت کو آمریت یا انبوہ گردی میں تبدیل کرنے کا خطرناک کھیل شروع کر دیا ہے کیونکہ یہ جمہوری اور آئینی ادارے ہی ہیں جو پارلیمنٹ میں اکثریت رکھنے والی حکمران جماعت اور حکمرانوں کو ڈکٹیٹر بننے سے روکتے ہیں، تھوڑا بہت کھیل تو سبھی حکومتوں اور حکمران جماعتوں نے کیا، اس لئے کسی کو دودھ کا دھلا نہیں کہا جا سکتا، لیکن مودی حکومت میں یہ کھیل بے شرمی کی تمام حدوں کو پار کر چکا ہے، ایک ادارہ دوسرے سے برسر پیکار رہے، بلکہ کبھی کبھار تو اداروں کے اندر ہی جوتم پیزار ہو جاتی ہے، سپریم کورٹ کے چار سینئر جج پریس کانفرنس کر کے اپنا درد بیان کرتے ہیں تو سی بی آئی کے دو اعلیٰ ترین افسران باہم دست بگریباں ہو جاتے ہیں، ایسی مثالوں پر الگ سے مضمون لکھا جا سکتا ہے، لیکن کولکاتا میں گزشتہ دنوں جو ہوا وہ انہیں شرمناک سلسلوں کی ایک کڑی ہے جو ہماری جمہوریت کا مقدر بن چکے ہیں۔

شاردا چٹ فنڈ گھپلہ معاملہ میں کولکاتا کے پولس کمشنر راجیو کمار سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے سی بی آئی کے قریب ۴۰؍افسروں نے ان کے گھر پر دبش دی جیسے وہ کوئی دہشت گرد، غنڈے یا ٹپوری ہوں وہاں تعینات بنگال پولس کے عملہ نے الٹے سی بی آئی کے ان کارکنوں کو حراست میں لے لیا، یہ اپنی نوعیت کا بالکل پہلا واقعہ ہے سی بی آئی کے عملہ نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ انھیں ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا، ادھر بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی بھی اس کھلی غیر قانونی حرکت کے خلاف میدان میں آ گئیں اور دھرنے پر بیٹھ گئیں، ان کے دھرنے پر بیٹھتے ہی ترنمول کانگریس کے ہزاروں کارکنان بھی دھرنے کی جگہ پر پہنچ گئے، ملک بھر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، راہل گاندھی سمیت اپوزیشن کے سبھی لیڈران اور پارٹیاں ممتا بنرجی کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہو گئیں، دیکھتے ہی دیکھتے ممتا بنرجی حزب اختلاف میں صف اول کے مقام پر پہنچ گئیں۔

سی بی آئی کی اس کارروائی کی چہار سو مذمت ہونے لگی، خود سبکدوش ہو چکے اعلیٰ پولس افسران اور انتظامی افسران سی بی آئی کے طریق کار پر انگلی اٹھانے لگے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کولکاتا پولس کمشنر کے عہدہ پر فائز ایک سینئر پولس افسر کے ساتھ سی بی آئی کے افسران کو ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا، یہی نہیں سی بی آئی کے مقامی ذمہ داروں نے خود اپنے نئے ڈائریکٹر کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی اور اتنا بھی انتظار نہیں کیا کہ ان کے نئے ڈائریکٹر دوسرے دن صبح اپنا عہدہ سنبھلنے والے ہیں، ان کے احکام کا انتظار کر لیں، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی بڑے افسر یا سیاسی آقا کے دباؤ یا اشاروں پر کام کر رہے تھے- جبکہ متعلقہ پولس افسر نہ تو فرار ہونے والے تھے اور نہ ہی ان سے کسی دوسرے غیر قانونی کام کی امید کی جا سکتی ہے، سی بی آئی کے افسروں کو ان سے پوچھ گچھ کے لئے سمن جاری کرنا چاہیے تھا اگر کچھ نوٹسوں کے بعد بھی وہ نہ آتے تو وہ وزیر اعلیٰ سے مل کر انھیں طلب کرنے کی درخواست کرتے اور اگر وزیر اعلیٰ بھی تعاون نہ کرتیں تو عدالت سے ان کی طلبی کا پروانہ حاصل کرتے، اس طرح پولس کمشنر کے بنگلے پر بغیر کسی قانونی تیاری کے دبش دینا نہ صرف ان کے عہدہ اور مرتبہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے بنگال پولس کی حوصلہ شکنی بھی ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ غیر قانونی طریق کار تھا۔ خاص کر تب جب وزیر اعلیٰ اس ریاست میں سی بی آئی کے استعمال پر پابندی لگا چکی ہیں، ایسی صورت حال میں سی بی آئی کے عملہ کو وزیر اعلیٰ کو اعتماد میں لے کر ہی کام کرنا چاہئے تھا، بصورت دیگر ان کے پاس عدالت سے اجازت نامہ لینے کا متبادل موجود تھا۔

بہر حال اب یہ معاملہ سپریم کورٹ کے سامنے پہنچ چکا ہے، جس نے سی بی آئی کو حکم دیا ہے کہ وہ متعلقہ پولس افسر سے شیلانگ میں پوچھ گچھ کرے اور انھیں گرفتار نہ کرے، باقی جو باتیں دونوں فریقوں نے اٹھائی ہیں ان پر عدالت عظمیٰ نے بعد میں غور کرنے کو کہا ہے، اس طرح ایک ہائی وولٹیج ڈرامہ کا ڈراپ سین تو ہو گیا، لیکن کئی سوال ضرور کھڑے ہو گئے ہیں، جن پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ نہ صرف سی بی آئی جیسی ممتاز تفتیشی ایجنسی کی ساکھ بحال ہو بلکہ دیگر آئینی اداروں کی نیک نامی کو جو بٹہ لگا ہے ان سب کی ساکھ بھی بحال ہو سکے۔

اندر اور باہر دونوں طرف سے سی بی آئی کی ساکھ داؤ پر لگی ہوئی ہے گزشتہ پانچ برسوں سے اس نے صرف اپوزیشن کے لیڈروں کو ہی نشانہ بنایا ہے اور بی جے پی کے بڑے بڑے لیڈروں کے ہائی پروفائل معاملوں میں سست روی اختیار کر رکھی ہے، مثلاً مدھیہ پردیش کا ویاپم گھپلہ ہو یا بہار کا سرجن گھوٹالہ یا اربوں روپیہ لے کر فرار ہو چکے ڈکیتوں کا معاملہ ہو۔ سی بی آئی یا دیگر ادارے ایسے معاملوں پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

سی بی آئی کی ایک عدالت بی جے پی صدر کو ریاست بدر کر دیتی ہے، جب اقتدار بدلتا ہے تو سی بی آئی کا جج بدل دیا جاتا ہے اور وہ انھیں بری کر دیتا ہے، ستم بالائے ستم سی بی آئی بی جے پی کے صدر کو بری کیے جانے کے خلاف اعلیٰ عدالت میں اپیل بھی نہیں کرتی، گجرات کے سابق وزیر داخلہ ہرین پانڈیا کے قتل سے لے کر جج لویا جیسے قتل کے معاملات سرد خانہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

گزشتہ دنوں سی بی آئی کے ڈائریکٹر اور جوائنٹ ڈائریکٹر کے درمیان جس طرح جوتیوں میں دال بٹی اور دونوں نے جس طرح ایک دوسرے پر نہ صرف بدعنوانی کے الزام لگائے بلکہ ایف ائی آر تک لکھوائی گئی، اس سے ادارہ کی ساکھ خاک میں مل چکی ہے، نئے ڈائریکٹر کی تقرری بھی متنازعہ ہو چکی ہے، کیونکہ لوک سبھا کے حزب اختلاف کے رہنما نے جو تقرری کمیٹی کے رکن ہیں، کئی اعتراضات کیے ہیں، حکومت کی قوت ارادی اور آئینی اداروں کے ایماندارانہ احساس سے ہی ان اداروں کی دوبارہ ساکھ بحالی ممکن ہے، کیا اگلی حکومت اس پر سنجیدگی سے توجہ دے گی؟ یہ بہت بڑا سوال ہے، کیونکہ مودی حکومت نے ایک ایجنڈہ کے تحت ان سب کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

خون آشام کشمیر

لوک سبھا میں حکومت کے ذریعے دیے اعداد و شمار کے مطابق؛ گزشتہ ۴؍سالوں میں جموں و کشمیر میں دہشت گردانہ حملوں کے معاملات میں ۱۷۷؍فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۱۴ء میں ریاست میں دہشت گردی کے ۲۲۲؍واقعات ہوئے تھے جبکہ ۲۰۱۸ء میں یہ تعداد ۶۱۴؍رہی۔ جموں و کشمیر کے پلواما ضلع میں ۱۴؍فروری ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو ہوا دہشت گردانہ حملہ ریاست میں سکیورٹی فورسز پر سب سے خطرناک حملہ رہا۔ چھتیس گڑھ کے دنتے واڑہ کے بعد یہ سی آر پی ایف پر دوسرا سب سے خطرناک حملہ ہے۔ ۲۰۱۰ء میں دنتے واڑہ میں ہوئے حملے میں ۷۵؍جوان مارے گئے تھے۔ وزارت داخلہ میں وزیر مملکت برائے داخلہ ہنس راج گنگا رام اہیر کے ذریعے ۵؍فروری کو لوک سبھا میں دیے گئے جواب کے مطابق؛ جموں و کشمیر میں گزشتہ ۵؍سالوں یعنی ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء کے دوران ہوئے دہشت گردانہ حملوں میں مارے گئے جوانوں کی تعداد میں ۹۴؍فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء کے بیچ کل ۱۷۰۸؍دہشت گردانہ حملے ہوئے، جن میں ۳۳۹؍جوان شہید ہوئے۔

اہیر کے ذریعے دیے گئے جواب کے مطابق؛ ۲۰۱۴ء میں ۴۷؍جوان مارے گئے جبکہ ۲۰۱۸ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۹۱؍ہو گئی۔ اس طرح اگر سال ۲۰۱۴ء سے موازنہ کریں تو جموں و کشمیر میں مارے گئے جوانوں کی تعداد میں تقریباً ۹۴؍فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ جوانوں کے علاوہ ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۸ء کے بیچ دہشت گردی کے واقعات میں ۱۳۸؍شہریوں کی موت ہوئی ہے۔ ۲۰۱۴ء میں اس طرح کے واقعات میں ۲۸؍شہری مارے گئے تھے وہیں سال ۲۰۱۸ء میں ۳۸؍شہریوں کی جانیں گئیں۔ گزشتہ ۵؍سالوں میں ۸۳۸؍دہشت گردوں کو مار گرایا گیا۔ ۲۰۱۴ء میں ۱۱۰؍دہشت گردوں کو جوانوں نے مار گرایا تھا جبکہ ۲۰۱۸ء میں یہ تعداد ۲۵۷؍رہی۔ اسی طرح اس مدت میں دہشت گردوں کو مار گرائے جانے کے معاملے میں ۱۳۴؍فیصد کا اضافہ ہوا۔

وزارت داخلہ کے ذریعے دیے گئے جواب کے مطابق گزشتہ ۵؍سالوں میں دہشت گردی کے سب سے زیادہ واقعات ۲۰۱۸ء میں ہوئے۔ ۲۰۱۷ء کے مقابلے ۲۰۱۸ء میں دہشت گردی کے معاملے میں ۸۰؍فیصد کا اضافہ ہوا۔ سال ۲۰۱۸ء کشمیر میں اس دہائی کا سب سے خونی اور تشدد آمیز سال ثابت ہوا ہے، جس میں کم سے ۲۵۰؍ملیٹنٹ، ۹۰؍سکیورٹی اہلکار اور پچاس سے زائد عام شہری ہلاک ہو گئے۔ اکثر شہری ہلاکتیں سکیورٹی دستوں کی فائرنگ سے ہوئیں۔ سیاسی موقع پرستی سے ریاست کی سکیورٹی صورتحال سمیت سیاسی صورتحال بھی روز بروز مخدوش ہو رہی ہے۔ انڈیا اسپنڈ کی ۱۹؍جون ۲۰۱۸ء کی رپورٹ کے مطابق، جموں و کشمیر میں ۲۰۱۷ء تک ۲۸؍سالوں میں دہشت گردی کے ستر ہزار سے زیادہ واقعات ہوئے۔ اس دوران ۲۲۱۴۳؍دہشت گردوں کو مار گرایا گیا، ۱۳۹۷۶؍شہریوں کو جانیں گنوانی پڑیں اور ۵۱۲۳؍جوان ہلاک ہوئے۔ اور اب ۲۰۱۹ء کی شروعات بھی ۴۲؍جوانوں کی ہلاکت سے ہو چکی ہے، جس سے ظاہر ہے کہ سال رواں بھی جنت نشاں کشمیر کے لیے خون آشام ثابت ہونے والا ہے۔ (بحوالہ دی وائر)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

امریکہ میں شٹ ڈاؤن روکنے کے لئے مالیاتی بل منظور

امریکی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں؛ ہاؤس آف ری پریزنٹیٹیوس نے امریکہ میں شٹ ڈاؤن روکنے کے لئے جمعرات کو مالیاتی بل کو منظوری دے دی۔ سینیٹ سے مالیاتی بل منظور ہونے کے بعد جمعرات کو ہاؤس آف ری پریزنٹیٹیوس میں ۳۰۰؍ارکان نے مالیاتی بل کے حق میں اور ۱۲۸؍ارکان نے مخالفت میں ووٹ دیے۔ (یواین آئی)

ہندوستان نے پاکستان سے سب سے زیادہ ترجیحی ملک کا درجہ واپس لیا

جموں کشمیر کے پلوامہ میں سینٹرل ریزرو پولیس فورس (سی آر پی ایف) کے قافلے پر قاتلانہ حملے کے بعد ہندوستان نے ایک بڑا سفارتی قدم اٹھاتے ہوئے پاکستان سے سب سے زیادہ ترجیحی ملک (Most Favoured Nation) کا درجہ واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر الگ تھلگ کرنے کے لئے سفارتی سطح پر ہر ممکن قدم اٹھائے گا۔ وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں جمعہ کو وزیراعظم کی رہائش گاہ پر ہوئی دفاعی امور کی کابینہ کمیٹی کی میٹنگ میں یہ فیصلے کیے گئے۔ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ اس بزدلانہ حملے کو انجام دینے والے اور ان کی حمایت کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی نیز سیکورٹی فورسز کو اس کے لئے ہدایات دے دی گئی ہیں۔ (یواین آئی۔ای)

پاکستان دہشت گردوں کو مدد کرنا فوری طور پر بند کرے: امریکہ

امریکہ نے پاکستان کی عمران خان حکومت کو انتباہ دیتے ہوئے جمعہ کو کہا کہ وہ تمام دہشت گرد تنظیموں کو تعاون اور ان کو تحفظ دینا فوری طور پر بند کرے۔ امریکہ نے جموں وکشمیر کے پلوامہ میں جمعرات کی شام ہوئے دہشت گردانہ حملے میں ہندوستان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے پاکستان کے خلاف سخت موقف اختیار کیا ہے، وائٹ ہاؤس کی پریس سکریٹری سارہ سینڈرز نے بیان جاری کر کے کہا: ''پاکستان اپنی سرزمین سے ہونے والی تمام دہشت گردانہ سرگرمیوں اور دہشت گرد تنظیموں کو مدد کرنا فوری طور پر بند کرے۔'' (یواین آئی)

برازیل میں باندھ حادثہ میں ۱۶۶؍افراد ہلاک

برازیل کے جنوب مشرقی صوبہ مناس گیرائس میں باندھ کے حادثہ میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد بڑھ کر ۱۶۶؍ہوگئی ہے جبکہ ایک سو پچپن افراد ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ ریاست کی سول سکیورٹی ایجنسی نے بدھ کو یہ اطلاع دی۔ ایجنسی کے لیفٹیننٹ کرنل فلاویو گوڈنہو نے میڈیا کو بتایا کہ دیگر ۱۵۵؍افراد ابھی بھی لاپتہ ہیں کیونکہ جنوری میں باندھ ٹوٹنے کے بعد ہزاروں ٹن کیچڑ برو ماڈنہو شہر کے کئی حصوں میں پھیل گئی۔ (یواین آئی)

نوبل امن انعام کے لئے ۳۰۴؍امیدوار نامزد: نوبل کمیٹی

ناروے کی نوبل کمیٹی نے ۲۰۱۹ء کے نوبل امن انعام کے لئے ۳۰۴؍امیدواروں کو نامزد کیا ہے جواب تک کی چوتھی سب سے بڑی نامزدگی ہے۔ ناروے نوبل کمیٹی کی اطلاع کے مطابق نوبل امن انعام ۲۰۱۹ء کے لئے ۳۰۴؍امیدوار ہیں جن میں سے ۲۱۹؍افراد اور ۸۵؍تنظیمیں ہیں۔ (یواین آئی)

امریکہ میں ہنرمندوں کے لیے ویزہ پالیسی میں آسانی

ٹرمپ انتظامیہ نے ٹیکنالوجی کے شعبے میں کام کرنے والے ہنرمند افراد کے لیے اپنے ویزا پروگرام ایچ ون بی میں کچھ ایسی تبدیلیاں کی ہیں جس سے امریکی یونیورسٹیوں سے ماسٹر ڈگری رکھنے والے غیرملکیوں کے ویزا کا حصول قدرے آسان ہو جائے گا۔ امریکہ میں ہنرمند افراد کی بڑھتی ہوئی مانگ کے باوجود سلیکون ویلی کی جانب سے امریکی حکومت کے اس فیصلے کی صرف محتاط انداز میں پذیرائی کی گئی ہے، امریکہ میں ہوم لینڈ سیکیورٹی کی جانب سے جنوری کے مہینے میں شائع کردہ حتمی قواعد کے مطابق اب سے ایچ ون بی ویزا پروگرام میں ان غیرملکی شہریوں کو ترجیح دی جائے گی جنھوں نے امریکی یونیورسٹیوں سے ماسٹر ڈگری حاصل کی ہو۔ واضح ہو کہ ایچ ون بی ویزا پروگرام کے ذریعے تقریباً پچاسی ہزار غیرملکی افراد کو ہر سال ویزا ملتا ہے۔ (بی بی سی لندن)

جرمنی میں چودہ برس سے کم عمر بچوں کو اسمارٹ فون رکھنے پر پابندی کی تجویز

جرمنی میں انٹرنیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ماہر جولیا فان وئیلر نے خبردار کیا ہے کہ اسمارٹ فون جیسی ٹیکنالوجی کم عمر میں ہی بچوں کو پورنوگرافی تک رسائی فراہم کرسکتی ہے، اس لیے چودہ برس سے کم عمر بچوں کو اسمارٹ فون استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، کم عمر بچوں میں اسمارٹ فون کا استعمال ایسے راستے فراہم کرسکتا ہے، جن کے باعث وہ فحش فلموں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں، کم عمری میں ایسے مواد تک رسائی بچوں کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے، انہوں نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ ایسی معلومات میسر ہیں کہ نو برس سے کم عمر کے بچوں نے پورنوگرافی دیکھی اور ان کے مابین ایسی ویڈیوز شیئر کی گئیں، جن میں کچھ بچے قابل اعتراض حرکت کررہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جس طرح بچوں کو الکوحل اور منشیات سے بچانے کی کوشش کی جاتی ہے، ویسے ہی ان کم عمر کے بچوں کو اسمارٹ فون سے بھی تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ جرمن میڈیا کے مطابق حالیہ عرصے میں بچوں سے متعلق ایسے جرائم کی شرح میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔ برلن میں وفاقی مجرمانہ تفتیش کار کے دفتر سے منسلک یوڈیتھ ڈوبرو نے میڈیا کو بتایا کہ گزشتہ کچھ برسوں کے مقابلے میں ایسے کیسوں میں واضح اضافہ ہوا ہے، ایسے کیسوں کی چھان بین کے سلسلے میں پولیس اہلکار آئے روز اسکول جاتے رہتے ہیں، اب ہر بچے کے پاس اسمارٹ فون ہے، ملزم کم عمر سے کم عمر ہوتے جارہے ہیں۔ (ڈوئچے ویلے)

تعلیم و روزگار

علی گڑھ: اے ایم یو طلبا کا دھرنا چوتھے روز بھی جاری

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں منگل کو طلبہ و بی جے پی لیڈران کے درمیان ہوئے ہنگامہ کے بعد اب تک کشیدگی برقرار ہے، بی جے پی لیڈران کی گرفتاری اور اجے سنگھ و چار مزید طلبہ کی برخاستگی کو لے کر مسلم یونیورسٹی طلبہ یونین کی قیادت میں باب سید پر دھرنا جاری ہے جہاں جمعہ کی شام مسلم یونیورسٹی کی طالبات نے بھی اپنی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے باب سید پر آکر دھرنا دینا شروع کردیا ہے۔ تمام طلبہ نے دھرنے کی جگہ پر ہی جمعہ کی نماز ادا کی۔ ضلع و پولس انتظامیہ سمیت اے ایم یو انتظامیہ بھی طلبہ و بیرونی افراد کی تمام سرگرمیوں پر نظریں جمائے ہوئے ہیں خفیہ ایجنسیوں کو پل پل کی رپورٹ دینے و حالات سے آشنا کرائے جانے کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے ہیں۔ اے ایم یو طلبہ پر مار پیٹ کرنے کا الزام لگانے والا طالب علم اجے سنگھ زیرعلاج ہے۔ ذرائع کے مطابق پولس نے سیاسی دباؤ کے سبب دیر شب اس کی تحریر درج کرلی۔ ایک درجن سے زائد طلبہ و دیگر نامعلوم افراد کے خلاف اس شرط پر مقدمہ قائم کیا گیا کہ وہ اپنی تحریر سے اے ایم یو رجسٹرار و آئی پی ایس افسر عبدالحامد و پراکٹر پروفیسر محمد محسن خان کا نام ہٹالیں۔ (قومی آواز)

مودی نے ہری جھنڈی دکھا کر ''وندے بھارت ایکسپریس'' کو روانہ کیا

وزیراعظم نریندر مودی نے ملک کی پہلی بغیر انجن والی انتہائی ہائی اسپیڈ ٹرین ''وندے بھارت ایکسپریس'' کو قوم کو وقف کیا اور نئی دہلی ریلوے اسٹیشن سے ہری جھنڈی دکھا کر اس کو پہلے سفر پر روانہ کیا۔ وزیراعظم نے اس موقع پر کہا کہ انڈین ریلوے جدیدیت کی راہ پر تیزی سے بڑھ رہی ہے اور ان کی حکومت یہ رفتار دینے کے لئے مصروف عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ برسوں میں ریلوے ایک ایسا سیکٹر رہا ہے جس نے ''میک ان انڈیا'' کے تحت مینوفیکچرنگ میں بہت ترقی کی ہے۔ ملک میں ریل کوچ فیکٹریوں کو ماڈرن بنانے، ڈیزل انجنوں کی جگہ پر الیکٹرک انجنوں کا استعمال اور اس کے لئے نئی فیکٹری شروع کرنے کا کام کیا گیا ہے۔ (یواین آئی)

گجرات یونیورسٹی: گوشت کھانے والے غیرملکی طلبہ کو مسلم اکثریتی آبادی میں بھیجا گیا

گجرات یونیورسٹی کے ''اسٹڈی ابروڈ پروگرام'' (ایس اے پی) کے تقریباً ۳۰۰؍غیرملکی اسٹوڈنٹس کو ایک حلف نامے میں دستخط کرنے کے لیے کہا گیا ہے، انڈین ایکسپریس کی ایک رپورٹ کے مطابق؛ اس حلف نامے میں لکھا ہے کہ وہ یونیورسٹی انتظامیہ کی اجازت کے بغیر میڈیا یا پولیس سے رابطہ نہیں کریں گے۔ پولیس یا میڈیا سے رابطہ نہ کرنے کی یہ ہدایت ایسے وقت میں آئی ہے جب اس سے پہلے ساؤتھ ایشیا ممالک کے بہت سارے اسٹوڈنٹس نے ''گندی جگہوں پر ٹھہرائے جانے'' کی شکایت کی تھی۔ رپورٹ کے مطابق ایسے طلبہ کو یہ بھی تنبیہ کی گئی تھی کہ یونیورسٹی انتظامیہ کی اجازت کے بغیر پولیس یا میڈیا میں جانا کوڈ آف کنڈکٹ کی خلاف ورزی مانی جائے گی اور اس کی وجہ سے یونیورسٹی یا کالج سے برخاست اور ملک سے ڈپورٹ کرنے کی کارروائی ہوسکتی ہے۔

غور طلب ہے کہ ان ۳۰۰؍غیرملکی طلبا میں سے ۳۵؍افغانستان سے ہیں۔ ستمبر سے ان طلبہ کو ان کی مرضی کے خلاف احمد آباد کے مسلم اکثریت والے علاقے لال دروازہ میں منتقل کردیا گیا تھا۔ واضح ہو کہ یہ جگہ کیمپس سے دس کلومیٹر دور ہے۔ ایسا کرنے کی وجہ ان اسٹوڈنٹس کی ''کھانے پینے کی عادت اور کلچر'' بتایا گیا تھا۔ ایس اے پی کارڈینیٹر نیرجا گپتا نے انڈین ایکسپریس سے کہا کہ زیادہ تر اسٹوڈنٹس لال دروازے میں رہ رہے ہیں، دراصل وہ سبھی مسلمان ہیں، ایسے میں ان کے کھانے پینے کی عادتوں، کمیونٹی اور کلچر کے مدنظر ان کو یہاں رکھا گیا ہے۔ ان کو شہر کے مغربی علاقے میں ہاسٹل دینے کی کوشش کی گئی، لیکن اسٹوڈنٹس اور پڑوسیوں سے ان کے نان ویج (گوشت) کھانے کی عادت کو لے کر شکایتیں ملیں۔ وہیں ان اسٹوڈنٹس نے بھی یہ شکایت کی تھی کہ ان کو آسانی سے نان ویج (گوشت) کھانے کو نہیں ملتا۔ اس لیے ہاسٹل کی سہولت بند کردی گئی، حالانکہ لال دروازہ علاقے میں رہنے والے ایک افغان اسٹوڈنٹ کا کہنا ہے کہ سبھی افغان اسٹوڈنٹ نان ویج نہیں کھاتے۔ اگر ان کو کالج کے نزدیک ہاسٹل دیا جائے گا تو وہ نان ویج نہیں کھائیں گے۔

واضح ہو کہ یہ غیرملکی اسٹوڈنٹس بنیادی طور پر سارک (SAARC) اور افریقی ممالک سے ہیں۔ وہ انڈین کاؤنسل آف کلچرل ریلیشنس اینڈ ایجوکیشنل کنسلٹنٹس انڈیا لمیٹڈ کے تحت اسٹڈی ابروڈ پروگرام کا حصہ ہیں۔ یہ ۳۰۰؍اسٹوڈنٹ گجرات یونیورسٹی کے مختلف ڈپارٹمنٹس اور احمد آباد اور آس پاس واقع ۹؍ملحقہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ (دی وائر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

طب و سائنس

سرجری کے بانی ابو القاسم الزھراوی

زکریا ورک ٹورنٹو

ابو القاسم خلاف ابن العباس الزھراوی قرطبہ (1013) قابل قدر طبیب، سرجن، کاسماٹالوجسٹ اور مصنف تھا۔ عالم اسلام میں اس کو سب سے عظیم سرجن، اور ماڈرن سرجری کا باوا آدم تسلیم کیا جاتا جس نے 200 کے قریب آلات سرجری ایجاد کئے اور ان کے واضح خاکے دئے جیسے چمٹی، زنبور، نشتر، پیشاب کی سلائی، داغنے کا آلہ، دودھاری چاقو، آہنی عکس نما forceps, pincers, scalpels, catheters, cauteries, lancets, and specula سرجری میں اس کے فقید المثال کارنامے اس قدر ہیں کہ ان کیلئے الگ ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ تاھم چند ایک کا ذکر یہاں مناسب ہوگا: اس نے رسولی Tumor کے علاج کیلئے ایک آلہ دریافت کیا۔ عورتوں میں گری ہوئی پستان sagging breast کیلئے سرجیکل علاج بتایا۔ جسم کے اندر ٹانکوں کیلئے (catgut بھیڑ کی آنتوں سے تیار کردہ دھاگہ) استعمال کیا، کان، ناک اور گلے ENT کیلئے خاص آلات بنائے۔ ٹوٹی ناک کو جوڑنے کا طریقہ وضع کیا۔ موتیابند کے آپریشن کئے۔ اس نے کیموتھیراپی کو رواج دیا۔ سرطان کا علاج کیا۔ گلے میں غدود کے بڑھ جانے یعنی tonsil کا آپریشن کیا۔ بیماریوں کا علاج بجائے ادویاء کے آپریشن سے کیا۔ جانوروں کی ہڈی سے مصنوعی دانت بنائے۔ گرے ہوئے دانت کی جگہ گائے کی ہڈی کا دانت لگایا dental prosthesis جبکہ اس کے سات سو سال بعد امریکہ کا صدر جارج واشنگٹن لکڑی کے دانت wooden dentures لگایا کرتا تھا۔

حلق، دماغ، گردے کا آپریشن، پیٹ کا آپریشن، آنتوں کا آپریشن، آنکھوں کا آپریشن کرنے کیلئے مفید اور مؤثر طریقے دریافت کئے۔ ہڈیوں کو کاٹنے کا طریقہ بتایا اس کیلئے آلات بنائے اور احتیاطی تدابیر سے آگاہ کیا۔ آپریشن کی تیاری، مریض کی تیاری، آپریشن روم کا انتخاب بھی تجویز کیا۔ زخم سے بہتے خون کو روکنے کیلئے کپاس بطور ڈریسنگ استعمال کی اور داغنے کے طریق کو بہتر بنایا۔

زیادہ خون کو روکنے کیلئے بڑی شریانوں کو آپس میں باندھنے کی تکنیک ایجاد کی جسکو ligation کہا جاتا ہے۔ اس نے سانس کی نالی کا آپریشن کیا، اس نے ہڈیوں کو جوڑنے کیلئے پلاسٹر کاسٹ لگایا، مردہ بچے کو باہر نکالنے کا طریقہ بتایا، مردوں اور عورتوں میں مثانے کی پتھری urinary bladder stone نکالنے کا طریقہ بتایا، آپریشن روم میں سرجری کے وقت سبز رنگ کا گاؤن پہنا، مثانہ سے پتھری نکالنے کیلئے پیشاب کی نالی کے راستے سے چھوٹی سی drill استعمال کی۔ بچہ دانی یا شرمگاہ کا معائنہ کرنے کیلئے عکس نما عدسہ vaginal specula نہ صرف ڈیزائن کیا بلکہ اس کو خود بنایا بھی۔ وضع حمل کی چمٹی forceps ایجاد کی۔ زخم سینے کیلئے ریشم کا دھاگہ استعمال کیا۔ ولادۃ قیصریہ یعنی Cesarean section سی سیکشن کرنے کا طریقہ بتایا۔ ایک ہزار سال قبل ایسی ایجادات کے پیش نظر کچھ لوگ زھراوی کو بائیو میڈیکل انجنیئر کہنے میں حق بجانب ہیں۔

اس نے سب سے پہلے ہیموفیلیا کی شناخت کر کے اس کو موروثی قرار دیا۔ زھراوی نے دماغ کے حصوں کو بیان کرتے ہوئے برین سرجری کو تفصیل سے بیان کیا، کھوپڑی میں سوراخ کیسے کیا جائے۔ اگر کھوپڑی یا سپائینل کالم میں فریکچر ہو جائے تو اس سے پیدا ہونے والی نیورولاجیکل پیچیدگیوں کو بیان کیا۔ جنین اور تولید یعنی Obstetrics میں جو باتیں بیان کیں وہ پڑھ کر انسان مبہوت رہ جاتا ہے۔ افزائش نسل کے امراض یعنی گائنا کالوجی میں یدطولیٰ رکھتا تھا۔ آرتھوپیڈکس یعنی جوڑوں اور ہڈیوں کی حفاظت پر کئی مقالات سپرد قرطاس کئے۔ ایک تکنیک وضع کی جس کو دور حاضر میں Kocher's technique کہا جاتا جس میں مریض کی کندھے کی ہڈی کو ٹھیک کیا جاتا جب وہ ایک طرف منہ کر کے لیٹا ہو۔

یہ تکنیک زہراوی نے وضع کی مگر اس کا کریڈٹ 'کوچر' کو دیا جاتا۔ جراحی کے آلات کے ذریعہ وضع حمل کرانے کا طریقہ بتایا جس کو یورپ میں اب Walcher's position کہا جاتا جس سے بچے کی ڈیلوری آسان تر ہو جاتی ہے۔ مریض کو بے ہوش کرنے کیلئے اس نے anaesthetic sponge بنایا جو افیون، بیلا ڈونا اور ھیملاک میں بھگویا ہوتا تھا۔ اس نے گلے میں گلہڑ Gioter اور تھائی رائیڈ کی افزائش کی شناخت کی۔ درد شقیقہ (مائیگرین) کے سر درد کا سرجری سے ligating the temporal artery علاج کیا۔

امریکن سرجن ہالسٹیڈ W.S. Halsted (1922) کا کہنا ہے کہ زہراوی پہلا سرجن تھا جس نے تھائی رائڈ کا آپریشن کیا تھا۔ ٹانگوں اور پاؤں میں vericose veins کی اس نے تصویر کشی کی جو ایک ہزار سال بعد بھی ٹھیک ہے۔ زہراوی نے tonge depresser کی ڈایا گرام بنائی جو بلیڈ نما تھا۔ اپنے بنائے ٹنگ ڈپریسر، ہکس، اور قینچی سے اس نے ٹانسیلکٹومی کا آپریشن کیا تھا۔ عورتوں کے بریسٹ کینسر کے لئے زھراوی نے پستان کو سرجری کر کے کاٹ دینے کا کہا mastectomy۔ یہ آپریشن اب بھی کیا جاتا، فرق یہ کہ داغنے کی بجائے ریڈی ایشن کی جاتی ہے۔ آپریشن کے دوران مریض پر روشنی منعکس کرنے کیلئے آئینے کو استعمال کیا، یہ تکنیک آپ نے اس لئے استعمال کی تا کہ عورتوں کی بچہ دانی کے گردن نما حصے cervices کا معائنہ کیا جاسکے۔

برٹش میڈیکل جرنل کے مطابق برطانیہ میں قدیم ترین میڈیکل مینو سکرپٹ جو 1250 کے لگ بھگ کتابت کیا گیا وہ ابو القاسم کا تھا۔ اس مسودے کے 89، اوراق ہیں جو نہایت عمدہ گوتھک سکرپٹ میں لاطینی میں کتابت کئے ہوئے ہیں۔ مسودے میں چھ مقالے ہیں جن میں سب سے اہم اور پہلا مقالہ 44 اوراق پر مشتمل سرجری پر ہے۔

جہاں تک گلے کے غدود) کوا، ٹانسل (کے آپریشن tonsillectomy کا تعلق ہے، اس کی سرجری کی ہدایات تمام اہم طبی کتابوں میں موجود ہیں جیسے ابن سینا کی گوہر آبدار تصنیف القانون فی الطب، علی ابن عباس کی کامل الصنعت، ابن القف کی کتاب لعمدہ۔ تکلیف دہ، عزیت ناک ٹانسیلا کٹومی کی سرجری کے بعد کے روگ کا ذکر ابن سینا نے کیا تھا جیسے آواز میں تبدیلی، سانس سے متعلق انفیکشن۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ سنگین پیچیدگیاں ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے سینے میں انفیکشن ہوتا اور موت واقع ہوسکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

جامعہ رحمانی مونگیر کے ناظم مولانا صبغۃ اللہ قاسمی کے انتقال پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کا اظہار غم

جامعہ رحمانی کے ناظم حضرت مولانا صبغۃ اللہ قاسمی صاحب طویل علالت کے بعد ۱۲؍فروری ۲۰۱۹ء کو دن کے دس بجے مالک حقیقی سے جاملے، وہ سرجاپور سپول (بہار) کے رہنے والے تھے، ابھی کچھ دنوں پہلے ان کے اکلوتے صاحبزادے حافظ فضل رحمان رحمانی کا بھی انتقال ہوگیا تھا، جوان بیٹے کی موت کے صدمے نے انہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا، حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب قاسمی پندرہ سال پہلے ۱۵؍مئی ۲۰۰۳ء کو جامعہ رحمانی کے ناظم بنائے گئے تھے، ان کا اور ان کے خاندان کا جامعہ رحمانی سے بڑا مخلصانہ لگاؤ تھا، جامعہ رحمانی میں جیسے ہی ان کے انتقال کی خبر آئی پورا ماحول سوگوار ہوگیا، تعلیم بند کردی گئی، اور اہتمام سے ان کے لیے ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا گیا، ختم قرآن کا سلسلہ ظہر بعد اور مغرب بعد جاری رہا، جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین، کارکنان اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی، تعزیتی اجلاس منعقد کر کے ان کی خدمات کو خراج تحسین بھی پیش کیا گیا، جامعہ رحمانی کے اساتذہ مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی، اور مولانا جمال اکبر صاحب نے ان کی جلی خدمات پر روشنی ڈالی۔ ان کے انتقال پر خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے کہا کہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب اور انکے خانوادہ کا خانقاہ رحمانی اور جامعہ رحمانی سے پرانا تعلق رہا ہے، انہوں نے اور ان کے صاحبزادہ اور بھتیجے نے یہاں تعلیم حاصل کی، جامعہ رحمانی کی ترقی کے لیے وہ ہمیشہ کوشاں رہے، خانقاہ رحمانی کی تحریکات میں انہوں نے سرگرم حصہ لیا، وہ جب تک صحتمند رہے، یہاں آتے رہے، بیمار اور معذور ہونے کے بعد بھی وہ گاہے گاہے ادارہ سے محبت کی بنیاد پر آتے رہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں رکھے، اگلے تمام مرحلوں کو آسان کرے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے جامعہ رحمانی سے ایک نمائندہ وفد گیا، جس میں جناب مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری، استاذ حدیث جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر، جناب مولانا حافظ سمیع الدین صاحب رحمانی استاذ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر، جناب مولانا منظر قاسمی صاحب رحمانی، کھگڑیا، جناب الحاج حافظ محمد امتیاز صاحب رحمانی کارکن جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر شریک تھے، بعد نماز ظہر ان کا جنازہ ہوا، جنازہ کی نماز جناب مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری استاذ حدیث جامعہ رحمانی نے پڑھائی، جس میں جامعہ رحمانی کے فضلاء اور قرب وجوار کے خانقاہ رحمانی کے معتقدین نے شرکت کی۔

طلاق کے مرتکب کو جیل میں ڈالنا غلط: سشمتا دیو

کانگریس ترجمان اور پارٹی خواتین ونگ کی چیئرپرسن سشمتا دیو نے ۶؍فروری ۲۰۱۹ء کے کانگریس اقلیتی شعبہ کے قومی کنونشن میں کہا کہ اگر عام انتخابات ۲۰۱۹ء میں ان کی سرکار مرکز میں آئی تو طلاق ثلاثہ بل ختم کر دیا جائے گا۔ محترمہ دیو نے کہا کہ طلاق ثلاثہ کا معاملہ عائلی قوانین کے زمرہ میں آتا ہے اور اس میں متعلقہ کمیونٹی سے تبادلہ خیال کئے بغیر قانون نہیں بنایا جاسکتا، جبکہ مودی سرکار نے قانون کی تدوین سے قبل اس طبقہ سے گفتگو کی زحمت نہیں کی، کانگریس خواتین کو بااختیار بنانے کے ہر قانون کی حمایت کرتی ہے مگر طلاق کے مرتکب کو جیل میں ڈالنا غلط ہے اور اسے کانگریس برداشت نہیں کرسکتی۔ (ہمارا سماج ۱۱؍فروری ۲۰۱۹ء)

2 سی بی آئی افسران کو سزا

سپریم کورٹ نے سی بی آئی کے سابق عبوری ڈائرکٹر ایم ناگیشور راؤ اور جانچ ایجنسی کے قانونی صلاح کار ایس بھا سورن کو مظفر پور شیلٹر ہوم معاملے کی جانچ کر رہے افسر کا تبادلہ عدالت کی اجازت کے بغیر کرنے پر توہین عدالت کا قصوروار قرار دیا ہے۔ چیف جسٹس رنجن گگوئی کی صدارت والی سہ رکنی بینچ نے دونوں افسران پر ایک ایک لاکھ روپے کا جرمانہ عائد کیا اور عدالتی کارروائی ختم ہونے تک کورٹ میں بیٹھے رہنے کی سزا سنائی، جسٹس گگوئی نے کہا کہ ہم نے دونوں (راؤ اور بھاسورن) کو عدالت کی توہین کرنے کا قصوروار پایا ہے۔ اس کے لئے ہم ان دونوں پر ایک ایک لاکھ روپے کا جرمانہ لگاتے ہیں اور انہیں عدالتی کارروائی ختم ہونے تک یہیں رہنے کی سزا دیتے ہیں۔ اس سے پہلے مسٹر راؤ عدالت میں پیش ہوئے۔ عدالت میں انہیں مظفر پور شیلٹر ہوم معاملے کی جانچ کر رہے افسر اے کے شرما کا تبادلہ کرنے کے معاملے میں صورتحال واضح کرنے کی ہدایت دی تھی۔ کورٹ کا ماننا ہے کہ مسٹر راؤ نے افسر کا تبادلہ کر کے عدالتی احکامات میں مداخلت کی۔ (راشٹریہ سہارا ۱۳؍فروری ۲۰۱۹ء)

2050 تک دنیا میں ہوگی سب سے زیادہ مسلم آبادی

دنیا میں فی الحال عیسائی مذہب کے ماننے والے لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، لیکن 2050 تک دنیا کے نقشے پر کافی کچھ تبدیلی ہوسکتی ہے، عالمی ریلیجن ڈیٹا بیس اور پیو ریسرچ سینٹر کے مطابق 2050 تک مذہب اسلام کو ماننے والی عوامی آبادی دنیا میں سب سے زیادہ ہوسکتی ہے۔ ولڈ ریلیجن ڈیٹا بیس نے 1910 سے 2010 کے درمیان پوری دنیا میں مقیم مذہبی لوگوں کی آبادی کی تحقیق کی بنیاد پر بتایا ہے کہ ان 100 سالوں میں اسلام تیزی سے بڑھنے والا مذہب ہے جبکہ اس کے بعد سب سے تیزی سے ملحد (کسی بھی مذہب کو نہ ماننے والے) لوگوں کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔ (عوامی نیوز ۱۴؍فروری ۲۰۱۹ء)

عدل وانصاف کی چند مثالیں

مولانا محمد فرمان ندوی

عدل وانصاف معاشرہ کی سب سے اہم ضرورت ہے،جسم انسانی میں ریڑھ کی ہڈی جو مرکزی حیثیت رکھتی ہے،وہی حیثیت عدل وانصاف کی بھی ہے، یہ پورا نظام کائنات، یہ کارخانہ قدرت اسی عدل وانصاف ہی کے بل بوتے پر قائم ہے،اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں ایک نام ہے:العدل؛ یعنی انصاف والا،عدل والا،اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا فیصلہ حق ہوتا ہے اور وہی بات کہتا ہے جو حق ہے۔

سورۂ انعام میں ہے:''وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدل.'' (تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی)۔

عام طور پر معاشرہ میں عدل وانصاف کا خون صرف دو وجہوں سے ہوتا ہے،یا تو انسان،بغض وعداوت میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ عدل وانصاف کو چھوڑ دیتا ہے،سورۂ مائدہ میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے : ''ولایجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ۔''(سورة المائدة:۸)

دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان محبت میں عدل وانصاف کو خیر باد کہہ دیتا ہے،سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے اس تعلق سے فرمایا ہے:''ولو علی انفسکم أو الوالدين والاقربين۔''(سورة النساء:۱۳۵)

سیرت رسول میں عدل وانصاف کے بے شمار نمونے ملتے ہیں، فتح مکہ کا موقع ہے،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ سے چابی لے کر خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہیں اور شرک وبت پرستی کے آثار کو گرا کر اس میں دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور باہر آتے ہیں،اس موقع پر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ درخواست کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! یہ چابی ہمیں عنایت فرمادیں؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:این عثمان بن طلحة؟ عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ ان کے آنے کے بعد وہ چابی ان کے حوالے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ذمہ داری قیامت تک آپ کے خاندان میں رہے گی، ظالم وجابر کے علاوہ کوئی آپ سے اس کو نہیں لے سکے گا،عثمان بن ابی طلحہ اس وقت حالت شرک میں تھے،وہ سوچ رہے تھے کہ آج ہمیں سخت ترین سزا ملے گی؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ برتاؤ اور عدل وانصاف پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور اسی لمحہ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام میں داخل ہوگئے۔

مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے،صحیح بخاری میں آیا ہے کہ مکہ کی ایک عورت فاطمہ بنت اسود نے چوری کی اور چوری واضح ہوگئی،اس بات سے قریش غمگین ہوئے کہ ایک معزز خاتون کو سزا دی جائے گی،انہوں نے مشورہ کیا کہ اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے گا،سب نے متفقہ طور پر اسامہ بن زید کو سفارشی بنایا،اسامہ بن زید نے جیسے ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ کے طے کردہ حدود میں سفارش کررہے ہو،اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل دیکھئے کہ اہلیہ کو شیرینی کھانے کی خواہش ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیق نے بیت المال سے کچھ لینے سے انکار کردیا، کیوں کہ وہ مسلمانوں کی امانت ہے، چند دنوں کے بعد اہلیہ نے روزینہ سے کچھ بچا کر شیرینی لانے کی فرمائش کی تو اس زائد حصہ کو بیت المال میں جمع کردیا اور کہا کہ آل ابوبکر کو بیت المال سے اتنی رقم زیادہ ملتی تھی، اس سے کم میں بھی ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے، جبلہ بن ایہم غسانی نے اسلام قبول کیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے مکہ مکرمہ گیا، دوران طواف اس کی تہبند پر ایک بدو کا پیر پڑ گیا،اس نے اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور کہا: اگر بیت اللہ کی حرمت نہ ہوتی تو میں تم کو قتل کردیتا،مقدمہ حضرت عمر کی عدالت میں آیا،انہوں نے جبلہ سے کہا: یا تو تم اس سے معافی مانگو، ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، جبلہ راتوں رات مدینہ سے بھاگ کھڑا ہوگیا؛ لیکن حضرت عمر نے عدل وانصاف کو نہیں چھوڑا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کی کان مروڑ دی،اس کے بعد خوف خدا کا ایسا غلبہ ہوا کہ غلام سے کہا کہ تو مجھ سے قصاص لے لے؛ کیوں کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا کے مقابلہ میں معمولی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ غائب ہوگئی، بہت دنوں کے بعد ایک یہودی کوفہ کے بازار میں اس کو فروخت کررہا تھا،حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو زرہ دیکھنے گئے، دیکھ کر پہچان لیا اور یہودی سے کہا: یہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ یہ برسوں سے میرے پاس ہے،مقدمہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں گیا، مدعی نے گواہ پیش کیا، لیکن لڑکے اور غلام کے گواہ ہونے کی وجہ سے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مسترد کردیا اور یہودی سے کہا: اگر تو قسم کھائے گا تو تیرے حق میں فیصلہ کردیا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، یہودی نے قسم کھائی اور فیصلہ اسی کے حق میں ہوگیا،حضرت علی رضی اللہ عنہ ہشاش وبشاش تھے کہ اسلامی طریقہ کے مطابق فیصلہ ہوا ہے، یہودی کو اپنی غلطی معلوم تھی، وہ اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے فوراً اسلام کا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

عدل وانصاف کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جمعہ کے خطبہ میں ''ان اللّٰه يأمر بالعدل والاحسان وايتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تذكرون.'' (نحل:۹۰) (اللہ تعالیٰ تم کو عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی، بری بات اور ظلم سے منع کرتے ہیں) کو شامل کیا ہے، جمعہ کے دوسرے خطبہ میں یہ آیت دہرائی جاتی ہے۔

عدل کے لغوی معنی یہ ذکر کئے جاتے ہیں کہ کسی بوجھ کو دو برابر حصہ میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ان میں سے کسی میں بھی کمی بیشی نہ ہو،اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو بات کہیں یا جو کام کریں، اس میں سچائی کی میزان کسی طرف جھکنے نہ پائے اور وہ اس کی کسوٹی پر پورا اترے؛ اس لیے عدل وانصاف کو ہر سطح پر قائم کرنے کی ضرورت ہے، جس طرح سے کائنات عدل وانصاف پر قائم ہے اور حسن وخوبی کے ساتھ چل رہا ہے، اسی طرح ہمارا معاشرہ بھی بہتری کے ساتھ اچھی راہ پر گامزن رہے۔

بقیہ سوشل میڈیا کا بیجا استعمال .... گھر میں کمپیوٹر یا موبائل پر گیم کھیلنے کے لیے ضد کرنے والے بچوں کو ان سے بچانا انتہائی مشکل ہوگیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بچے دانستہ ایسا نہ کرنا چاہتے ہوں لیکن پھر بھی یہ ویب سائٹ خود کار طریقے سے ایسے مواد سامنے پیش کرتی ہیں جو کم عمر بچوں کے ذہنوں کو خراب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ کسی فلم یا ویب سیریز کا پروموشنل ویڈیو یا اس سے متعلق کوئی اور مواد خود بہ خود موبائل یا کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہو جانا ایسے مسائل ہیں جن سے والدین خود بھی شرمندہ ہوتے ہیں اور اس سے بچنے کا کوئی ذریعہ بھی ان کے پاس نہیں ہوتا۔

آن لائن فراڈ: جہاں ایک طرف ٹیکنالوجی نے کاروباری معاملات کو آسان کردیا ہے وہیں دوسری طرف دھوکہ دھڑی اور فراڈ کے نئے نئے طریقے بھی سامنے آتے جارہے ہیں۔ اے ٹی ایم کارڈ کی نقل کے ذریعے چوری، آن لائن بینکنگ کے ذریعے رقم اینٹھنا، یہ خبریں بھی اب روزانہ کی زندگی کا حصہ بنتی جارہی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کی اکثریت اب بھی ٹیکنالوجی کے استعمال سے نابلد ہے بالخصوص معمر افراد اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ اس طرح کے واقعات روزانہ کا معمول بنتے جارہے ہیں۔

آنے والا وقت ٹیکنالوجی کی کیا نئی نئی اور حیرت انگیز ایجادات پیش کرے گا ہم شاید اس کا تصور بھی نہ کرسکیں لیکن ایک بات یقینی ہے کہ اگر بروقت اقدامات نہیں کیے گئے تو ٹیکنالوجی سے ہونے والے نقصانات دن بہ دن بڑھتے ہی جائیں گے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ٹیکنالوجی کا استعمال کریں لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کے نقصانات کو بھی نئی نسل کے سامنے پیش کریں اور انھیں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر آمادہ کریں۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۴/۱۱۲/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ پرولیا مغربی بنگال) روبی خاتون بنت شیخ اسماعیل مرحوم مقام کپٹن محلّہ ڈاکخانہ وتھانہ وضلع پرولیا۔فریق اول۔ بنام۔محمد نسیم قریشی ولد محمد امین قریشی مقام قریشی محلّہ دھتکیڈ یہہ ڈاکخانہ، تھانہ بسٹو رپور ضلع جمشید پور۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء پرولیا مغربی بنگال میں تین برس سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۰/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۹۰/۱۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن) ریحانہ خاتون بنت شعیب میاں مقام شیخونہ ڈاکخانہ بگھا ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول۔ بنام۔وصی عالم ولد عبدالرزاق مقام وپوسٹ گڑھوا تھانہ کنڈوا چین پور مشرقی چمپارن۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول ریحانہ خاتون بنت شعیب میاں نے آپ فریق دوم وصی عالم ولد عبدالرزاق میاں کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں عرصہ ۵/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۸/رجب المرجب ۴۰ھ مطابق ۱۶/مارچ ۲۰۱۹ء بروز سنیچر بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ گواہان وثبوت کے ساتھ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۲/۱۹/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دین بندھی)

نازنین پروین بنت محمد کمال الدین مقام ہری پور ڈاکخانہ ہری پور ضلع سوپول۔فریق اول۔ بنام محمد شہنشاہ ولد محمد شمشاد مقام شرطی پٹی ڈاکخانہ قدم پورہ ضلع سوپول۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں آپ کی منکوحہ فریق اول نازنین پروین بنت محمد کمال الدین نے آپ فریق دوم محمد شہنشاہ ولد محمد شمشاد کے خلاف عرصہ دراز سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق سے محروم رکھنے کی بنا پر دار القضاء مدرسہ دینیہ دین بندھی سوپول میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے لہذا آپ کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تاریخ سماعت ۱۲/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۱۹ء بروز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۲۱/۷۷/۱۴۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی)

نوشین پروین بنت جمیل اختر ساکن وڈاکخانہ بنا پیڑھی تھانہ ٹھاکر گاؤں ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔فریق اول۔ بنام محمد حبیب الرحمٰن ولد عبدالرشید ساکن ہُواگ ڈاکخانہ بلسگرہ تھانہ مانڈو ضلع رامگڑھ، جھارکھنڈ۔فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دومم۔معاملہ ہٰذا میں آپ کی منکوحہ فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ رانچی میں تقریباً ساڑھے سات سال سے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ سماعت ۱۱/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۹/مارچ ۲۰۱۹ء روز منگل کو خود مع گواہان و ثبوت بوقت ۹/بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جھارکھنڈ میں پاپولر فرنٹ پر عائد کردہ پابندی قابل مذمت: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے ایک اخباری بیان جاری کرتے ہوئے جھارکھنڈ میں پاپولر فرنٹ آف انڈیا پر عائد کردہ حکومتی پابندی پر اپنی نا اتفاقی کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا کہ ’’میڈیا کے ذریعہ مجھے پتہ چلا کہ جھارکھنڈ حکومت نے ایک سرکاری نوٹس جاری کر کے پاپولر فرنٹ آف انڈیا کی سرگرمیوں پر دوبارہ پابندی عائد کردی ہے، ریاستی حکومت نے گذشتہ مرتبہ بھی بڑی جلد بازی میں جھوٹے اور من گھڑت الزامات کو بنیاد بنا کر تنظیم پر پابندی عائد کردی تھی، جسے بعد میں جھارکھنڈ ہائی کورٹ کے ذریعہ کالعدم قرار دیا گیا۔ریاستی حکومت نے مختلف زیادتیوں کے شکار عوام کی آواز کو دبانے کے مقصد سے ایک بار پھر بے بنیاد الزامات کی بنا پر تنظیم پر پابندی عائد کردی ہے۔ پاپولر فرنٹ آف انڈیا سرکاری دہشت گردانہ کاروائیوں کے شکار لوگوں کی حمایت کرتی آئی ہے اور یہ پابندی اسی حمایت کو روکنے کے لیے عائد کی گئی ہے۔‘‘ حضرت امیر شریعت نے ریاستی حکومت کے اس قدم کو حد درجہ قابل مذمت عمل قرار دیتے ہوئے اسے عوام، دستور اور ہر ایک کے لیے انصاف کے تصور کے خلاف بتایا۔انہوں نے کہا کہ ’’مجھے اس بات پر سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ ملک بھر میں سنگھ پریوار کے زیر اثر بی جے پی کی ماتحت ریاستیں جان بوجھ کر اس طرح کی صورتحال پیدا کر رہی ہیں۔‘‘ آپ نے مزید کہا کہ فرقہ وارانہ طاقتوں کے نفرت پھیلانے اور سماج کو تقسیم کرنے کے ایجنڈے کے تحت پاپولر فرنٹ آف انڈیا جیسی تنظیموں کو بدترین قسم کی غیر قانونی کاروائیوں اور اقتدار کے غلط استعمال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سیتامڑھی میں امارت شرعیہ کے خصوصی تربیتی اجلاس کی تیاریاں زوروں پر

سیتامڑھی میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام آئندہ ۷/اور ۸/ مارچ ۲۰۱۹ء کو ہونے والا دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس مدرسہ رحمانیہ مہسول اور اجلاس عام اجتماع گاہ میدان مہسول میں ہوگا، جس کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں اور امارت شرعیہ کے مبلغین حضرات اجلاس کو کامیاب وبامقصد بنانے میں شب وروز مشغول ومنہمک ہیں، اس سلسلے میں ایک میٹنگ مدنی مسافر خانہ مہسول چوک پر ہوچکی ہے جبکہ دوسری نشست مدرسہ رحمانیہ مہسول میں ہوئی، ان دونوں نشستوں میں ضلع کے علماء، ائمہ مساجد، سماجی کارکنان، شہر کے عمائدین واہم شخصیات کے ساتھ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی بھی موجود تھے، انہوں نے امارت شرعیہ کی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور ملکی حالات کے تناظر میں اس اجلاس کی اہمیت وضرورت کو عوام کے سامنے رکھا اور ان کی جانب سے آنے والے تمام سوالات کا تشفی بخش جواب دیا۔خصوصی تربیتی اجلاس میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دونوں دن تشریف فرما ہوں گے، میٹنگ میں شریک تمام لوگوں نے مذکورہ بالا اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے کے عزم کا اظہار کیا، اس موقع پر مدرسہ رحمانیہ مہسول کے شعبہ حفظ سے فارغ ۷۵/طلبہ کی دستار بندی بھی کی جائے گی۔اس میٹنگ میں مولانا انوار اللہ فلک قاسمی، مولانا عبدالودود مظاہری، مولانا اشتیاق عالم تسلیمی کپرول، مولانا ضیاء الرحمٰن قاسمی، الحاج محمد مختار، حاجی عبداللہ رحمانی، الحاج حشمت حسین، مدرسہ رحمانیہ کے صدر محمد ارمان علی، سکریٹری ظفر کمال علوی، صبیح احمد، محمد جمیل، ماسٹر الحاج اشرف علی، مولانا اظہار الحق قاسمی، مولانا عبد الاحد، مولانا ممتاز قاسمی، مولانا لیاقت قاسمی الحاج نعیم، محمد جنید، بشارت کریم گلاب، غلام رسول، سلمان ساگر، منا تسلیم، محمد مراد، علیم آرزو، کوثر یزدانی، سید احتشام الحق، سراج قریشی سمیت کافی تعداد میں شہر کے معززین وسماجی کارکنان موجود تھے۔

مختلف ملی شخصیات نے پلوامہ حملہ کی مذمت کی

جموں وکشمیر کے پلوامہ ضلع میں سی آر پی ایف کے جوانوں کی شہادت کے بعد پورے ملک میں شدید ناراضگی پائی جارہی ہے۔اسی ضمن میں ملی تنظیموں اور سرکردہ مسلم رہنماؤں نے بھی جوانوں پر ہوئے دہشت گردانہ حملے کو بزدلانہ عمل قرار دیتے ہوئے سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا محمود مدنی، جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا سید جلال الدین عمری، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، شاہی امام مولانا سید احمد بخاری، کے علاوہ معروف اسلامی اسکالر پروفیسر اختر الواسع، مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن کمال فاروقی، آل انڈیا ملی کونسل کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر منظور عالم وغیرہ نے اس عظیم سانحہ کی مذمت کی ہے۔ساتھ ہی مساجد میں بھی ملک کی سلامتی اور بری طاقتوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی گئی۔ان حضرات کا کہنا تھا کہ یہ دہشت گردانہ اور بزدلانہ عمل ہے، ہندوستان کے تمام انصاف پسند شہری اس اندوہ ناک حادثہ پر مقتولین کے تئیں انتہائی صدمہ اور دہشت گردوں کے تئیں انتہائی بے زاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں، ہم سب مقتولین کے غمزدہ خاندان کے ساتھ بلا امتیاز مذہب وملت کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں، تشدد وخونریزی کا راستہ ہلاکت وتباہی سے تو قریب کرسکتا ہے، اس سے مسائل حل نہیں ہوتے، بڑی تعداد میں جوانوں کا جاں بحق ہوجانا شدید تکلیف کا باعث ہے، اس لئے وہاں کی فضا کو مکدر کرنے کے بجائے امن وامان کے راستے تلاش کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس دہشت گردانہ کارروائی نے کشمیر میں امن وامان کے قیام کو مزید خطرے میں ڈال دیا ہے، لیکن ہمیں ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ امن وامان کے قیام اور دہشت گردی کے خلاف جدوجہد کو ہر سطح پر پوری طاقت سے ساتھ جاری رکھنا چاہئے۔ان سبھی حضرات نے شہید فوجیوں کے اہل خاندان سے تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔واضح ہو کہ ۱۴/فروری ۲۰۱۹ء کو کشمیر کے پلوامہ میں سی آر پی ایف کے قافلہ پر ہوئے ایک خودکش دہشت گردانہ حملہ میں ۴۲/جوان شہید جب کہ ۴۵/سے زیادہ زخمی ہوگئے ہیں۔

دل سے توبہ

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ

غلطیاں کون نہیں کرتا، انسان میں اچھائی اور برائی دونوں کی قوت موجود ہے اور دونوں قوت اپنا کام کرتی رہتی ہے، جس کے نتیجے میں غلط اور صحیح دونوں قسم کے کام انسان کیا کرتا ہے، جو کام شریعت کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف ہے، اسے ہم گناہ کہتے ہیں، گناہ بری چیز ہے، اس سے بچنا چاہیے؛ لیکن اگر گناہ ہوجائے تو پھر اسے دھونے اور مٹانے کی کیا شکل ہے؟ اس کے لیے سب سے پہلے گناہ کا احساس ضروری ہے، اگر گناہ کا احساس ہی مٹ جائے اور آدمی اپنے ہر کام کو صحیح سمجھنے لگے تو پھر اس گناہ کو دھونے اور مٹانے کی کبھی کوشش نہیں کرسکتا، دوسری چیز شرمندگی ہے، گناہ کے بعد اگر انسان کو ٹھکانے سے احساس ہوجائے اور وہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھنے لگے تو اسے شرم محسوس ہونے لگتی ہے، کوئی اسے برا کہے یا نہیں، آدمی سمجھے یا نہ سمجھے، خود اس کا دل اسے برا کہنے لگتا ہے اور گنہگار انسان چاہتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کو کسی طرح مٹا دے، گناہ کو مٹانے کی ترکیب یہی ہے کہ انسان خدا سے معافی چاہتا ہے اور دوبارہ اس گناہ کو نہ کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے، اسی کا نام توبہ ہے، جب اس طور پر گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں، ایسے شخص کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد انسان ایسا ہوجاتا ہے، جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والوں کو جو بشارت دی ہے، وہ آسانی سے نہیں مل جاتی، عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب (یعنی اے اللہ! میں اپنے تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں) پڑھ لینے سے گناہ دھل جاتے ہیں، یہ غلط ہے، صرف زبان سے کہہ دینا کافی نہیں ہے، جب تک دل زبان کا ساتھ نہ دے، توبہ نہیں ہوتی اور دل اسی وقت ساتھ دیا کرتا ہے جب گناہوں پر شرمندگی ہو؛ مگر یہ ظاہر ہے کہ توبہ میں دل نے ساتھ دیا ہے، یا نہیں؟ اور توبہ دل سے کی گئی ہے یا صرف زبان سے، اس کا اندازہ صرف ایک چیز سے آسانی کے ساتھ لگ جاتا ہے اور وہ چیز ہے، آئندہ کا عمل، اگر توبہ کے بعد گنہگار گناہ سے رک جائے، اسے دہراتا نہ رہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گنہگار نے واقعۃً دل سے توبہ کی تھی، اس توبہ میں دل نے اس کا ساتھ دیا تھا اور اسی چیز سے یہ بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ گنہگار کی توبہ خدا نے قبول کرلی ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿فمن تاب من بعد ظلمه وأصلح فان الله يتوب عليه﴾ (جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرے اور (آئندہ) اعمال ٹھیک رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے)۔

دل سے توبہ کرنے کے بعد ڈھیر سا گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے زمین اور آسمان کے برابر بھی گناہ لے کر میرے پاس آئیں اور مجھ سے مغفرت چاہیں تو میں سب کو بخش دوں گا، گناہ کی زیادتی کی پرواہ نہ کروں گا۔گناہ کی زیادتی، یا کمی اصل چیز نہیں ہے، ندامت وشرمندگی، اپنے کئے پر پچھتاوا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پورا پورا ارادہ اور اس ارادہ کے ساتھ خدا کے حضور معافی ایک ایسا ہتھیار ہے، جس سے پچھلے گناہ دھل جاتے ہیں اور گناہوں کے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ختم ہوسکتے ہیں، توبہ کی حیثیت اس بارود کی ہے جو تھوڑا سا ہونے کے باوجود پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے اور بڑی بڑی چٹانوں کو پل بھر میں توڑ تاڑ کر رکھ دیتا ہے۔

موبائل پر انٹرنیٹ کے استعمال میں محتاط رہیں

ذرا تصور کیجیے کہ آپ چھتیس ہزار فٹ کی بلندی پر اڑنے والے ایک جہاز میں پرسکون انداز میں بیٹھے ہیں، سامنے اسکرین پر ایک فلم چل رہی ہے اور آپ غنودگی کے عالم میں ہیں، ایسے میں اچانک آپ کو ٹوائلٹ جانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، لیکن آپ گردن اٹھا کر دیکھتے ہیں، تو ٹوائلٹ میں پہلے ہی کوئی موجود ہے، مجبوراً انتظار کے دوران آپ اپنا فون اٹھا کر اس سے کھیلنا شروع کردیتے ہیں، اتنے میں ٹوائلٹ سے ایک شخص باہر نکلتا ہے اور آپ جلدی سے اس جانب بڑھتے ہیں، جلدی میں آپ نے اپنا فون بس ایسے ہی اگلی سیٹ کے نیچے موجود جالی کے خانے میں ڈال دیا، بس یہیں غلطی ہوگئی۔اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ اپنے فون کی اسکرین لاک ضرور کریں۔ ورنہ کوئی بھی آپ کے فون کے اندر موجود ڈیٹا تک رسائی حاصل کرسکتا ہے، بہتر ہے کہ اپنے فون میں دو مراحل پر محیط سکیورٹی سسٹم رکھیں اور یہ بھی اچھا ہوگا کہ اگر آپ انگلیوں کے نشان یا چہرے کے ذریعے شناخت کا سسٹم اپنائیں، یہ ہر جگہ انٹرنیٹ کا تصور سننے میں تو بہت ہی دلچسپ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ ایک چال ہے، عوامی مقامات پر انٹرنیٹ کے استعمال میں احتیاط لازمی ہے، چاہے آپ اپنے فون کے ڈیٹا پلان سے انٹرنیٹ تک رسائی حاصل کریں یا پھر وائی فائی سے، یہ سب راستے آپ کے فون اور اس میں موجود ڈیٹا کے لیے ایک دروازے کے حیثیت رکھتے ہیں، حل یہ ہے کہ عوامی مقامات پر انٹرنیٹ استعمال کرتے وقت ہمیشہ وی پی این استعمال کریں، ورچوئل پرائیویٹ نیٹ ورک آپ کے ڈیٹا اور کنکشن کو محفوظ بنا دیتا ہے، چیٹ کرتے وقت نامعلوم افراد پر بھروسہ کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ کئی ماہرین کی رائے میں چیٹ رومز کا شمار انٹرنیٹ پر خطرناک ترین جگہوں میں ہوتا ہے، کئی ایسی مثالیں ہیں جن میں خواتین کو ان کی شناخت ظاہر کرنے پر مجبور کیا گیا یا ان کی ذاتی نوعیت کی تصاویر و ڈیٹا تک رسائی حاصل کر کے انہیں بلیک میل کیا گیا، یا پھر پریشان افراد کو خودکشی پر اکسایا گیا، ایسے پلیٹ فارمز اور چیٹ رومز سے گریز ہی بہتر ہے۔اکثر اوقات لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ اپنے پاس ورڈ بھولنے کے ڈر سے انہیں کہیں لکھ لیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے اگر آپ اسے بحفاظت رکھ سکیں۔لیکن آپ اپنا پاس ورڈ کسی دوست احباب کو بتا دیتے ہیں اور پھر بھول جانے کی صورت میں اسے اس پاسورڈ کو میسج کرنے کو کہتے ہیں، تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ثابت ہوسکتی ہے۔ پاس ورڈز کو کبھی بھی ٹیکسٹ میسجز کی صورت میں محفوظ نہ کریں۔ایک اور بڑی غلطی اپنے بینک کارڈ یا کریڈٹ کارڈ کی تصاویر بنا کر اپنے فون میں رکھنا ہے، اکثر لوگ کارڈ کے دونوں اطراف کی تصاویر فون میں محفوظ کرلیتے ہیں، جو غلط ہے۔ یا پھر ایسی تصاویر پیغامات کے طور پر بھیجنا یا وصول کرنا بھی غلط ہے۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

Volume:57/67,Issue: 7 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-04136/61

زمیں کا وہ قطعہ جس میں نبی کا جسم اطہر ہے
قسم اللہ کی رتبہ میں کعبہ سے فزوں تر ہے
(امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ)

سوشل میڈیا کا بیجا استعمال

مومن فہیم احمد

ہندوستان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے، جس کی بڑی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے، یہ نوجوان ملک کی معاشی واقتصادی ترقی کا اثاثہ ہیں، لیکن تعلیمی دباؤ، اچھا کریئر اور بہترین ملازمت حاصل نہ کرپانے کا خوف یا زندگی میں ناکامی کا ڈر یہ وہ مسائل ہیں جو نوجوانوں کے پیش نظر ہیں، عالمگیریت کے اس دور میں جہاں ٹیکنالوجی نے انسانوں کو کئی سہولیات بہم پہنچائی ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی عیاں ہیں، انگریزی روزنامے ہندوستان ٹائمز نے گزشتہ دنوں ہندوستان کے مختلف شہروں کے نوجوانوں کا ایک سروے کیا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ دور جدید میں نوجوان کیوں ذہنی دباؤ، اضطراب اور بے چینی کا شکار ہیں اور ان کے مسائل میں کون سے عوامل کارفرما ہیں، اگرچہ یہ سروے ایک بہت محدود سیمپل پر مشتمل ہے؛ لیکن اس کے نتائج حیران کن ہیں اور بالخصوص شہری علاقوں کے بیشتر نوجوان کے مسائل کی غمازی کرتے ہیں، ان عوامل کی بنا پر نوجوان ڈپریشن، تناؤ، بے خوابی، کم عمری میں ذیابیطس اور دل کے عارضے میں مبتلا ہو رہے ہیں، یہ نتائج ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ بروقت نوجوانوں کی صحیح رہنمائی اور ذہنی تربیت انتہائی ضروری ہے۔

۸۰رفیصد نوجوان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بڑھتے دباؤ اور تناؤ کی بنا پر ان کی نیند متاثر ہوئی ہے، ۶۴رفیصد طلبہ امتحان کے ڈر سے بے خوابی کا شکار ہیں، دہلی میکس ہاسپٹل کے ڈاکٹر سمیر ملہوترا کے مطابق مقابلہ جاتی امتحانات میں ناکامی کا خوف تناؤ اور ڈپریشن کا سب سے اہم سبب ہے، تعلیم کے علاوہ خوبصورت نظر آنا بھی طلبہ میں فکرمندی کا باعث ہے، بالخصوص کالج میں نیا نیا داخلہ لینے والے طلبہ کے لیے ایک اہم وجہ فکرمندی ہے؛ کیوں کہ اسکول کے ایک جیسے یونیفارم کی بنا پر اس کا احساس نہیں ہوتا؛ لیکن کالج لائف میں کپڑے، ہیئر اسٹائل وغیرہ ان کے اضطراب کی ایک وجہ ہے، تقریبا ۴۱رفیصد طلبہ کے لیے یہ ایک اہم ایشو ہے، جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرح ڈریس زیب تن نہیں کئے تو ان کا مذاق اڑایا جائے گا، یا پھر دوست انہیں اپنے حلقے میں شامل نہیں کریں گے، یہ سوچ ایسے طلبہ کو احساس کمتری میں مبتلا کرتی ہے جو بعض اوقات انہیں خودکشی اور جرائم پر آمادہ کرتی ہے، اس کے علاوہ کالج اور ہاسٹل میں ہونے والی ریگنگ کے واقعات بھی نوجوانوں کو شدید ذہنی تناؤ میں مبتلا کرتے ہیں اور بعض معاملات میں تو خودکشی یا قتل کا سبب بھی بنتے ہیں۔

موجودہ کارپوریٹ اور ٹارگیٹ سیلنگ کلچر نے نوجوانوں کو اپنے کریئر میں ناکامی اور روزگار ختم ہوجانے کے ڈر میں مبتلا کردیا ہے، حالانکہ بڑے تعلیمی اداروں میں سو فیصد پلیسمنٹ کی ضمانت دی جاتی ہے؛ لیکن نوجوان اس فکر میں رہتے ہیں کہ انہیں ان کی صلاحیت اور اہلیت کے مطابق جاب حاصل ہوگی یا نہیں، مزید کاروبار کے مزاج اور کاروباری دباؤ نے نوجوانوں میں ڈپریشن، ذیابیطس اور دل کے عارضے جیسے امراض کا شکار بنادیا ہے، شاید اسی بنا پر موجودہ دور میں طلبہ اور نوجوانوں میں خودکشی، کم عمری میں موت اور جرائم کی طرف راغب ہونے جیسے رجحانات پروان چڑھ رہے ہیں۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا سے انکار ناممکن ہے؛ بلکہ اس کی اہمیت کو اس بات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ حکومتوں کو بنانے اور بچانے کے علاوہ کسی عام واقعہ کو خاص کردینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن جہاں اس کے کئی فوائد ہیں وہیں یہ نقصان کا باعث بھی ہے۔ سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس نے جہاں ایک جانب ہماری زندگیوں میں کئی آسانیاں پیدا کی ہیں اور ایک دوسرے سے رابطوں کو سہولت کے ساتھ ممکن بنایا ہے وہیں دوسری طرف دیکھا جائے تو اس کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کو ذہنی صحت کے بحران کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے- بین الاقوامی جریدے انڈیپینڈینٹ کے مطابق گزشتہ ۲۵ربرسوں کے دوران نوجوانوں میں پائے جانے والے دباؤ اور پریشانیوں میں ۷۰رفیصد اضافہ ہوا ہے۔ اور اس دباؤ میں اضافے کی بنیادی وجہ سوشل میڈیا کو قرار دیا جارہا ہے، پندرہ سو نوجوانوں پر کیے جانے والے ایک سروے کے مطابق ۱۴ سے ۲۴ سال کی عمر کے نوجوان اس سوشل میڈیا کی وجہ سے دباؤ اور پریشانی کا شکار ہیں۔

سوشل میڈیا نوجوانوں کو کیسے دباؤ کا شکار بنا رہا ہے۔ اس کے چند اسباب درج ذیل ہیں:

ذہنی پریشانی کا سبب: آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ایک سائبر سیکورٹی کمپنی ’’میک کیفے‘‘ کے مطابق سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس پر ۸۷رفیصد نوجوانوں کو ہراساں یا پریشان کیے جانے کے واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، انہیں قابلِ اعتراض پیغامات یا ای میل پر افواہیں اور نامناسب مواد ارسال کیا جاتا ہے، یہ انتہائی نقصان دہ طریقہ کار ہوتا ہے اور اسے کبھی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، کسی بھی نامعلوم شخص کی جانب سے تصاویر یا پیغامات ارسال کرکے تنگ کیا جاتا ہے، جبکہ یہ پیغامات ارسال کرنے والے شخص کے بارے میں پتہ لگانا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے اور آپ بعض اوقات ان پیغامات یا تصاویر کو حذف بھی نہیں کرپاتے اور یوں آپ دباؤ کا شکار بن جاتے ہیں۔

ناامیدی اور دکھ میں مبتلا کردینا: سماجی روابط کی ویب سائٹس پر پوسٹ کی جانے والی تصاویر دیگر صارفین کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں، اکثر صارفین ایسی تصاویر یا پوسٹ شیئر کرتے ہیں، جن سے ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک انتہائی حیرت انگیز اور بھرپور زندگی گزار رہے ہیں، دیگر صارفین ان تصاویر کو دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، جیسے ان کی زندگی میں کوئی خوشی نہیں ہے اور وہ ایک عام سی زندگی جی رہے ہیں، اور یوں وہ خود کو دوسروں سے بہت پیچھے تصور کرتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

سوشل میڈیا پوسٹ پر ہونے والے رد عمل کے نتائج: عام طور پر مذہبی یا سیاسی پوسٹ پر لوگوں کا جذباتی ردعمل سامنے آتا ہے اگر ردعمل مثبت ہو تو لوگ خوش ہوتے ہیں لیکن ایسا عموماً نہیں ہوتا اور بعض اوقات کسی پوسٹ پر کیے گئے کمینٹ کو پڑھ کر ایک سنجیدہ شخص انجانے خوف اور ناامیدی کی کیفیت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ انسان بنیادی طور پر اپنے مذہبی عقائد کے تئیں انتہائی حساس ہوتا ہے اور مذہبی پوسٹ پر کیے گئے نازیبا کمینٹ اس میں دوسروں کے تئیں نفرت کا جذبہ ابھارتے ہیں اور وہ غیر شعوری طور پر ایک پورے سماج اور کمیونٹی کے خلاف نفرت کا اظہار کرتا ہے جو سماج میں منافرت پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

تنہائی کا شکار ہوجانا: یقیناً سوشل میڈیا نے روابط کا ایک جدید ترین ذریعہ تخلیق کیا ہے لیکن حقیقت میں ہم خود کو دوسروں سے بہت زیادہ منقطع محسوس کرنے لگے ہیں، یونیورسٹی آف پیٹرز برگ کی ایک تحقیق کے مطابق اگر کوئی صارف روزانہ صرف 2 گھنٹے سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس پر گزارتا ہے تو وہ اس سے دوگنا زائد خود کو سماجی طور پر تنہا محسوس کرتا ہے، سوشل میڈیا پر تو نوجوان مسلسل ہر سماجی سرگرمی پر نظر رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ کسی سے زیادہ ملتے نہیں ہیں اور نہ ہی آمنے سامنے بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔

بے حسی کا رویہ: حالیہ بے شمار واقعات میں کسی حادثہ کے وقت دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مدد کرنے کے بجائے اسمارٹ فون پر ویڈیو بنا کر اسے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنے کی دوڑ میں لگ جاتے ہیں، بے حسی کا یہ رویہ بھی بڑی حد تک سوشل میڈیا اور ٹکنالوجی کی مرہون منت ہے۔

سوشل میڈیا ایک نشہ: سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس آج اس حد تک ہماری زندگی میں رائج ہوچکی ہیں کہ ہم صبح اٹھ کر سب سے پہلے انہیں ہی چیک کرتے ہیں اور رات کو سونے سے قبل بھی آخری بار اسی پر پائے جاتے ہیں، برطانیہ میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق دو تہائی نوجوان اس وقت تک خود کو پرسکون محسوس نہیں کرتے جب تک کہ ان کی رسائی ان ویب سائٹس تک نہ ہوجائے، سوشل میڈیا کی یہ بری عادت ہمارے دماغ کے ان خطرناک حصوں کو بھی فعال کردیتی ہے، جو کہ صرف منشیات یا کوکین جیسے نشے کرنے کی صورت میں ہی فعال ہوتے ہیں، سوشل میڈیا اب صرف وقت گزاری کی چیز نہیں رہی، بلکہ ضروری حصہ بن چکی ہے۔

غیر اخلاقی اور نامناسب مواد تک رسائی: سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس پر ہر قسم کے موضوع سے متعلق وسیع پیمانے پر معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور وہ بھی باآسانی، لیکن اسی خاصیت کی بدولت نوجوانوں کی نامناسب یا قابلِ اعتراض مواد تک رسائی بھی ممکن ہوجاتی ہے جو ان کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے، دنیا میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد صرف انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی بناء پر باآسانی غیر اخلاقی مواد تک رسائی حاصل کرلیتی ہے جو ان کی ذہنی نشو ونما میں رکاوٹ اور غیر اخلاقی حرکات کا مرتکب بناتی ہے۔ امریکہ اور دیگر یوروپین ملکوں میں کم سنی میں جنسی تعلقات، کم عمر مائیں وغیرہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن اب ایشیائی ممالک جنھیں اپنی تہذیب و ثقافت پر بڑا فخر رہا ہے وہ بھی اس لعنت میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور یہ اسی ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے۔

افواہیں پھیلانے کا آسان ذریعہ: موجودہ دور میں اگر یہ کہا جائے کہ کسی بات کو پھیلانے، کسی کی شخصیت کو داغدار کرنے کا آسان ذریعہ سوشل میڈیا ہے تو یہ کچھ غلط بھی نہیں ہوگا، حالانکہ معلومات کی ترسیل، باہمی ربط اور تعلیم وتعلّم کا بھی یہ ایک اہم ذریعہ ہے لیکن نوجوان اسے کن چیزوں کے لیے استعمال کرتے ہیں یہ کسی سے بھی مخفی نہیں، اس کے علاوہ سماج دشمن عناصر کے لیے یہ ایک آسان ذریعہ ہے سماج میں باہمی نفرت پھیلانے کا، باتوں کو غلط لوگوں سے منسوب کرنا، کسی کی نجی محفلوں کی باتوں کو پوشیدہ طریقے سے ریکارڈ کرکے انھیں طشت ازبام کرنا اس کے ذریعے آسان ہوگیا ہے۔

غلط معلومات کی ترسیل کا ذریعہ: سوشل میڈیا بالخصوص فیس بک اور واٹس اپ نے علم کو جتنا نقصان پہنچایا ہے وہ ان کے فائدے سے کہیں بڑا ہے۔ کسی حدیث یا قول کو کسی سے منسوب کرنا، بغیر تحقیق کے معلومات کو کسی اور کو فارورڈ کرنا، ایک واقعے کے ویڈیو کی ایڈیٹنگ کرکے دوسرے واقعے سے منسوب کرنا، کسی کی ادبی تخلیقات کو کسی اور سے منسوب کرنا وغیرہ ایسے عوامل ہیں جو سماج میں غلط معلومات فراہم کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔

بچوں کی نگرانی کے مسائل: موجودہ دور میں سوشل میڈیا بالخصوص یوٹیوب وغیرہ ایسے ذرائع ہیں جن سے بچوں کی نگرانی ایک بڑا مسئلہ ہوگیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)